ذکرِ اہل بیت

''اہل بیت کون ہیں؟ ان کے فضائل ومناقب کا تذکرہ۔''

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

اہل بیت کون؟

یہ اہل سنت کا امتیازی وصف ہے کہ انہیں حق جس طرف پھیرتا ہے، وہ پھر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں توسط عطا فرمایا ہے، افراط وتفریط اور غلو وتقصیر سے محفوظ رکھا ہے، ان کے یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام ومرتبہ کو ''کما کان'' کی بنیادوں پر تسلیم کرنے کی روش ہے۔ دواوین اسلام اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عطر بیز تذکروں سے معطر ہیں، اہل سنت، اہل بیت کے متعلق افراط وتفریط سے محفوظ رکھے گئے ہیں، یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم ان کے فضائل کا انکار کر دیں یا پھر انہیں ان کے اصل مرتبہ سے بڑھا کر صدیق وفاروق سے بڑھا دیں اور بسا اوقات خدا کے مقابلہ میں لا کھڑا کریں، اہل سنت والجماعت کے یہاں محبت اہل بیت، عین ایمان اور ان سے بغض نفاق کی نشانی ہے اور ان کا احترام واجب ہے، اللہ کریم فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾(الأحزاب: 33)

''اہل بیت! اللہ نے آپ سے گندگی دور کرنے کا ارادہ کرلیا ہے اور آپ کی تطہیر کر دی ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

نَزَلَتْ فِي نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً.

''یہ آیت خاص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 410/6، بتحقیق سلامة، وسندهٗ حسنٌ)

عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ شَاءَ بَاهَلْتُهٗ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''میں اس پر مباہلے کو تیار ہوں کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کی بیویوں کے بارے میں نازل ہوئی۔''(تفسیر ابن کثیر : 411/6، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا نَصٌّ فِي دُخُولِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ الْبَيْتِ هَاهُنَا؛ لِأَنَّهُنَّ سَبَبُ نُزُولِ هٰذِهِ الْآيَةِ .

''یہ آیت نص ہے کہ ازواج رسول ﷺ اہل بیت میں شامل ہیں، کیونکہ ازواجِ مطہرات ہی اس آیت کے نزول کا سبب ہیں۔''

(تفسیر ابن کثیر : 410/6)

یہ آیت کریمہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی، آیت کا سیاق اسی پر دلالت کرتا ہے، صحابہ وتابعین کی گواہی بھی اسی پر ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ تَدُلُّ عَلٰی أَنَّهُنَّ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ، وَإِلَّا لَمْ يَكُنْ لِذِكْرِ ذٰلِكَ فِي الْكَلَامِ مَعْنًی .

''یہ آیت کریمہ دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بیویاں آپ کے اہل بیت میں سے ہیں، ورنہ آیت میں ''اہل بیت'' کے لفظ کا کوئی معنی نہیں۔''

(مِنهاج السّنة : 76/7)

آل رسول یا اہل بیت سے مراد نبی کریم ﷺ کی بیویاں اور اولاد ہے۔

سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ فرمایا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ .

''اللہ! محمد ﷺ، آپ کی ازواج اور آپ کی اولاد پر رحمت فرما، جیسے تُو نے ابراہیم علیہ السلام کی آل پر رحمت کی، محمد ﷺ، آپ کی ازواج اور آپ کی اولاد پر برکت فرما، جیسے تُو نے ابراہیم علیہ السلام کی آل پر برکت کی، یقیناً تو قابلِ تعریف، بڑی شان والا ہے۔''

(الموطّأ للإمام مالك :165/1؛ صحيح البخاري : 3369؛ صحيح مسلم : 407)

البتہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں اور بیٹیوں کے ساتھ ساتھ اپنے بعض قرابت داروں کو بھی یہ شرف بخشا اور انہیں اپنے اہل بیت میں شامل فرمایا، جن میں سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ کئی احادیث میں اس کا ثبوت ہے۔ لہٰذا آیت میں اہل بیت سے مراد حقیقی طور پر بیویاں ہیں اور مجازی، الحاقی اور تشریفی طور پر سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم بھی اہل بیت میں داخل ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

ثُمَّ الَّذِي لَا يَشُكُّ فِيهِ مَنْ تَدَبَّرَ الْقُرْآنَ أَنَّ نِسَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَاخِلَاتٌ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ

لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾، فَإِنَّ سِيَاقَ الْكَلَامِ مَعَهُنَّ؛ وَلِهٰذَا قَالَ تَعَالٰى بَعْدَ هٰذَا كُلِّهِ : ﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِى بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ أَيِ اعْمَلْنَ بِمَا يُنْزِلُ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهٖ فِى بُيُوتِكُنَّ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، قَالَهٗ قَتَادَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ، وَاذْكُرْنَ هٰذِهِ النِّعْمَةَ الَّتِي خُصِصْتُنَّ بِهَا مِنْ بَيْنِ النَّاسِ؛ أَنَّ الْوَحْيَ يَنْزِلُ فِي بُيُوتِكُنَّ دُونَ سَائِرِ النَّاسِ، وَعَائِشَةُ الصِّدِّيقَةُ بِنْتُ الصِّدِّيقِ أَوْلاهُنَّ بِهٰذِهِ النِّعْمَةِ، وَأَحْظَاهُنَّ بِهٰذِهِ الْغَنِيمَةِ، وَأَخَصُّهُنَّ مِنْ هٰذِهِ الرَّحْمَةِ الْعَمِيمَةِ، فَإِنَّهٗ لَمْ يَنْزِلْ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ فِي فِرَاشِ امْرَأَةٍ سِوَاهَا، كَمَا نَصَّ عَلٰى ذٰلِكَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ، قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ رَحِمَهُ اللّٰهُ : لِأَنَّهٗ لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا سِوَاهَا، وَلَمْ يَنَمْ مَعَهَا رَجُلٌ فِي فِرَاشِهَا سِوَاهُ، فَنَاسَبَ أَنْ تُخَصَّصَ بِهٰذِهِ الْمَزِيَّةِ، وَأَنْ تُفْرَدَ بِهٰذِهِ الرُّتْبَةِ الْعَلِيَّةِ، وَلٰكِنْ إِذَا كَانَ أَزْوَاجُهٗ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ؛ فَقَرَابَتُهٗ أَحَقُّ بِهٰذِهِ التَّسْمِيَةِ، كَمَا تَقَدَّمَ فِي الْحَدِيثِ : «وَأَهْلُ بَيْتِى أَحَقُّ»، وَهٰذَا يُشْبِهُ مَا ثَبَتَ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ : أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا سُئِلَ عَنِ الْمَسْجِدِ

الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ، فَقَالَ: «هُوَ مَسْجِدِي هٰذَا»، فَهٰذَا مِنْ هٰذَا الْقَبِيلِ؛ فَإِنَّ الْآيَةَ إِنَّمَا نَزَلَتْ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ، كَمَا وَرَدَ فِي الْأَحَادِيثِ الْأُخَرِ، وَلٰكِنْ إِذَا كَانَ ذَاكَ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ؛ فَمَسْجِدُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلٰى بِتَسمِيَتِهِ بِذٰلِكَ.

''قرآنِ کریم میں تدبر کرنے والا، جس چیز میں شبہ نہیں کرسکتا، وہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ازواج اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں داخل ہیں: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ ''اہل بیت! اللہ چاہتا ہے کہ آپ سے گناہ دور کر دے اور آپ کو خوب پاک صاف کر دے۔'' سیاق کلام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن والے مفہوم کے ساتھ ہے۔ اس کے بعد اللہ نے فرمایا: ﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِي بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ ''اے نبی کی ازواج! اللہ کی آیات و حکم جو آپ کے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہیں، اس پر اللہ کا شکر ادا کریں۔'' کتاب و سنت کی جو نصوص اللہ تعالیٰ تمہارے گھروں میں رسول ﷺ پر نازل کرتا ہے، ان پر عمل کریں۔ امام قتادہ سمیت کئی اہل علم نے یہ تفسیر کی ہے۔ مراد یہ ہے کہ اے نبی کی ازواج! اس نعمت کو یاد کرو، جو خاص آپ کو نصیب ہوئی کہ وحی صرف آپ کے گھروں میں نازل ہوتی ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس نعمت میں سب سے آگے تھیں، سب سے بڑھ کر اس غنیمت سے فائدہ اٹھانے والی تھیں

اور اس بے بہار رحمت کا سب سے زیادہ حصہ پانے والی تھیں۔اس کی وجہ یہ تھی کہ وحی رسول اکرم ﷺ کی کسی زوجہ کے بستر پر نہیں اتری،سوائے عائشہ رضی اللہ عنہا کے، جیسا کہ انہوں نے خود بیان فرمایا۔ وجہ اس خصوصیت کی یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی باکرہ سے شادی نہیں کی، اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کے سوا کسی مرد نے خلوت اختیار نہیں کی، چنانچہ اس امتیاز کے لئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتخاب ہی مناسب تھا۔ اس آیت کے مطابق ازواج النبی ﷺ اہل بیت میں سے ہیں،تو لازم ہے کہ آپ ﷺ کے رشتہ دار بھی اہل بیت میں ہوں، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:''میرے اہل بیت (عزت وتکریم کے) زیادہ حق دار ہیں۔''(مسند الإمام أحمد : 16988، المستدرك للحاكم : 4706، وسندهٗ صحيحٌ)اس کی ایک مثال صحیح مسلم (۱۳۹۸) میں موجود ہے:رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ قرآن میں جس کے بارے میں ہے کہ وہ پہلے دن سے تقویٰ پر استوار کی گئی تھی، وہ کون سی مسجد ہے؟ فرمایا: میری یہ مسجد''مسجد نبوی''ہے۔حالانکہ یہ آیت مسجد قباء کے بارے میں نازل ہوئی تھی،لیکن جب مسجد قبا پہلے دن سے ہی تقویٰ پر استوار کی گئی تھی، تو مسجد نبوی اس نام کی زیادہ حق دار تھی۔اہل بیت کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 6/415-416)

ام المومنین،سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَّعَلَيْهِ مِرْطٌ مُّرَحَّلٌ، مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ، فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهٗ، ثُمَّ جَاءَ

الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ، ثُمَّ جَاءَ تْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ قَالَ : ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾(الأحزاب : 33)

''رسول اللہ ﷺ ایک صبح گھر سے نکلے، آپ نے سیاہ اونی چادر اوڑھ رکھی تھی۔سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے،تو آپ نے انہیں اس چادر میں داخل کر لیا، پھر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آئے،ان کو بھی چادر میں داخل کرلیا،سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں،تو انہیں بھی چادر میں لے لیا،آخر میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے،توانہیں چادر میں داخل کرکے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾(الأحزاب : 33)

''اہل بیت! اللہ نے آپ سے گندگی دور کرنے کا ارادہ کرلیا ہےاور آپ کی تطہیر کردی ہے۔''

(صحيح مسلم : 2424)

❁ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ : ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ﴾ (آل عمران : ٦١) دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي .

''جب آیت:﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ﴾(آل عمران:

٦١) نازل ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: ”اللہ! یہ میرے اہل بیت (میں سے) ہیں۔“

(صحيح مسلم : 2404)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت تطہیر کے نزول کے موقع پر سیدنا حسن و حسین، سیدہ فاطمہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم کو چادر میں لے کر فرمایا:

أَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي .

”اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں اور میرے خاص لوگ ہیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 292/6، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کو ایک اضافی وصف سے متصف کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اہل بیت میں شامل کرنے کے لیے دعا فرمائی ہے، لہٰذا یہ ہستیاں بھی اہل بیت میں شامل ہیں، البتہ قرآن کریم نے جن اہل بیت کو مخاطب کیا ہے، وہ صرف بیویاں ہیں، جیسا کہ سیاق قرآن سے ثابت ہوتا ہے۔

اسی طرح فرمان باری تعالیٰ:

﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾(الشّورىٰ : 23)

کی تفسیر میں امام سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہاں قربیٰ کی مودت سے مراد محمد کریم ﷺ کے اہل بیت ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر یوں کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ قریش کے بطن سے نہیں ہیں، البتہ ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ایک قرابت تھی، تو اسی کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا: میرے اور آپ کے درمیان جو قرابت ہے، اس کو تو ملائیے۔ (صحيح البخاري : 4818)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اَلْحَقُّ تَفْسِيرُ الْآيَةِ بِمَا فَسَّرَهَا بِهِ الْإِمَامُ حَبْرُ الْأُمَّةِ، وَتُرْجُمَانُ الْقُرْآنِ، عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ، كَمَا رَوَاهُ عَنْهُ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَلَا تُنْكَرُ الْوَصَاةُ بِأَهْلِ الْبَيْتِ، وَالْأَمْرُ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِمْ، وَاحْتِرَامِهِمْ وَإِكْرَامِهِمْ، فَإِنَّهُمْ مِنْ ذُرِّيَّةٍ طَاهِرَةٍ، مِنْ أَشْرَفِ بَيْتٍ وُّجِدَ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ، فَخْرًا وَّحَسَبًا وَّنَسَبًا، وَّلَا سِيَّمَا إِذَا كَانُوا مُتَّبِعِينَ لِلسُّنَّةِ النَّبَوِيَّةِ الصَّحِيحَةِ الْوَاضِحَةِ الْجَلِيَّةِ، كَمَا كَانَ عَلَيْهِ سَلَفُهُمْ، كَالْعَبَّاسِ وَبَنِيهِ، وَعَلِيٍّ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ .

''آیت کی وہی تفسیر حق ہے، جو حبر الامت، ترجمان القرآن، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کی ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان سے روایت ذکر کی ہے۔ یقیناً اہل بیت سے خیر خواہی، حسن سلوک اور احترام واکرام کا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا، کیونکہ یہ طاہر ذریت اور حسب ونسب کے اعتبار سے معزز ترین لوگ ہیں، یہ ان کا تفاخر ہے، جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور واضح سنت پر اپنے اسلاف کے موافق عمل کریں، جیسے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد، اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت عمل کیا کرتے تھے، رضی اللہ عنہم اجمعین۔'' (تفسیر ابن کثیر : 201/7)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي .

''میرے اہل بیت کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔''

(صحيح مسلم : 2408)

آپ ﷺ نے یہ وصیت تین بار فرمائی اور اسی حدیث میں اہل بیت عظام اور قرآن کو ثقلین (بلند مرتبے والے) بھی قرار دیا ہے۔

راز دان رسول، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

اُرْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهٖ .

''محمد ﷺ کے اہل بیت کے حقوق کا خیال رکھئے گا۔''

(صحيح البخاري : 3713)

کبھی ان کی عظمت کے بیان میں یوں گویا ہوتے:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ، لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي .

''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! رسول اللہ ﷺ کی قرابت مجھے اپنی قرابت سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔''

(صحيح البخاري : 3712)

سو اہل بیت کی عقیدت، محبت اور احترام رسول عربی ﷺ کا حکم تھا، بغیر اس کے چارہ نہیں ہے۔ یاد رہے کہ اہل بیت میں امہات المومنین، بنات الرسول، آل علی، آل جعفر، آل عباس وغیرہ شامل ہیں۔ آج کی نشست مگر تین بزرگ ہستیوں کے نام کی جاتی ہے، فاتح خیبر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حسنین رضی اللہ عنہما۔

اہل بیت سے محبت

امام ابوبکر محمد بن حسین آجری رحمہ اللہ (۳۶۰ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ أَثْبَتُّ مِنْ بَيَانِ خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مَا إِذَا نَظَرَ فِيهَا الْمُؤْمِنُ سَرَّهُ، وَزَادَهُ مَحَبَّةً لِلْجَمِيعِ، وَإِذَا نَظَرَ فِيهَا رَافِضِيٌّ خَبِيثٌ أَوْ نَاصِبِيٌّ ذَلِيلٌ مُهِينٌ، أَسْخَنَ اللّٰهُ الْكَرِيمُ بِذَالِكَ أَعْيُنَهُمَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؛ لِأَنَّهُمَا خَالَفَا الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ، وَمَا كَانَ عَلَيْهِ الصَّحَابَةُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ واتَّبَعَا غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ .

''میں نے ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کی خلافت کے بیان سے وہ وہ کچھ ثابت کر دیا ہے، کہ جسے دیکھتے ہی مومن باغ باغ ہو جائے گا اور ان تمام سے محبت میں اضافہ ہو گا اور خبیث رافضی اور رسوا و کمینہ ناصبی سیخ پا ہو جائے گا۔ اللہ کریم دنیا و آخرت میں ان دلائل و براہین سے ان کی آنکھوں کو سوجا تا رہے، کیوں کہ یہ کتاب وسنت، مسلک صحابہ اور منہج محدثین کے مخالف ومعاند ہیں۔''

(الشريعة : ٤/١٧٦٧)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نواصب وروافض کا دعوی ہے:

إِنَّ حُبَّ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ مُؤْمِنٍ وَكَذَبُوا قَدْ

جَمَعَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حُبَّهُمَا بِحَمْدِ اللّٰهِ فِي قُلُوبِنَا .

''ایک مومن کے دل میں سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما (دونوں) کی محبت سما نہیں سکتی، یہ ان کا جھوٹ ہے، الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل میں دونوں کی محبت کو جمع کر دیا ہے۔''

(الشريعة : ١٢٢٦، ١٢٢٧، معجم ابن الأعرابي : ٩٥، سندهٗ صحيحٌ)

امام ابوشہاب حناط رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَجْتَمِعُ حُبُّ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ إِلَّا فِي قُلُوبِ أَتْقِيَاءِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ .

''ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم (سب) کی محبت اس امت کے پارسا لوگوں کے دلوں میں ہی سما سکتی ہے۔''

(الشريعة : ١٢٢٨، وسندهٗ صحيحٌ)

میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَقْوَامًا يَقُولُونَ : لَا يَسَعُنَا أَنْ نَسْتَغْفِرَ لِعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ ، وَأَنَا أَقُولُ : غَفَرَ اللّٰهُ لِعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ .

''ایک گروہ کہتا ہے: عثمان و علی رضی اللہ عنہما (دونوں) کے حق میں استغفار کرنا ہمارے بس میں نہیں، جب کہ میں تو کہتا ہوں: اللہ عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کو معاف کرے۔''

(الشريعة : ١٢٢٩، وسندهٗ حسنٌ)

اہل حدیث اور اہل بیت:

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے موقع پر تین مرتبہ فرمایا:

أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي .

''میں آپ کو اہل بیت کے بارے میں اللہ کا خوف دلاتا ہوں۔''

(صحيح مسلم : ٢٤٠٨)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو چادر میں لے کر یہ دعا کی:

أَللّٰهُمَّ أَهْلُ بَيْتِي أَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا .

''اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، گندگی ان کے قریب نہ پھٹکنے دینا اور انہیں کمال درجہ کی طہارت نصیب فرما۔''

(مسند الإمام أحمد : ٢٩٨/٦، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آیت مباہلہ (آل عمران: ٦١) نازل ہوئی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلا کر فرمایا:

أَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي .

''اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔''

(صحيح مسلم : ٢٤٠٤)

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي، وَأَهْلُ بَيْتِي أَحَقُّ .

''اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں اور میرے اہل بیت عزت وتکریم کے زیادہ حق دار ہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : ٤/١٠٧، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (٦٩٧٦) نے ''صحیح'' کہا ہے، نیز امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔(السنن الکبریٰ:۲/۱۵۲)

امام حاکم رحمہ اللہ (۳/ ۱۴۷) نے ''امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر'' قرار دیا ہے۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن وحسین رضی اللہ عنہم کے متعلق دعا کی:

اَللّٰھُمَّ ارْضَ عَنْھُمْ كَمَا أَنَا عَنْھُمْ رَاضٍ .

''اللہ! میں ان سے راضی ہوں، تو بھی ان سے راضی ہو جا۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 5514، وسندهٗ حسنٌ)

خلیفہ اول ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ چہارم علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ، لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي .

''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت داری کا خیال رکھنا مجھے اپنی عزیز داری سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔''

(صحيح البخاري : ٣٧١٢)

نیز فرمایا:

ارْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهٖ .

''اہل بیت کے حوالے سے محمد ﷺ کے حقوق کا خیال رکھیں۔''

(صحيح البخاري : ۳۷۱۳)

سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلّٰى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ العَصْرَ، ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي، فَرَأَى الحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ، فَحَمَلَهٗ عَلٰى عَاتِقِهٖ، وَقَالَ : بِأَبِي، شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ لَا شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ .

''سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز عصر ادا کی اور پیدل چل دیے، (رستے میں) سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا، تو انہیں کندھے پر اٹھالیا اور فرمایا: ان پر میرا باپ قربان! یہ نبی کریم ﷺ کے مشابہ ہیں، نہ کہ علی کے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہنس دیے۔'' (صحيح البخاري : ۳۵٤۲)

علامہ امیر محمد بن اسماعیل صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) لکھتے ہیں:

مِنْ أَبْدَانِهِمْ وَتَرْكِ تَعْظِيمِهِمْ فَإِنَّ لَهُمْ عَلَى الْأُمَّةِ حَقًّا لَا يَجْهَلُهٗ إِلَّا مَنْ غَطَّى الشَّقَاءُ عَلٰى نُورِ بَصِيرَتِهٖ وَكَذٰلِكَ الْمُسْتَحِلُّ مَنْ غَيْرِ الْعَتِيرَةِ آثِمٌ إِلَّا أَنَّهُمْ لَمَّا كَانَ حَقُّهُمْ آكَدَ وَقَدْ عَلِمَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ أَنَّهٗ يَكْثُرُ لَهُمُ الْأَعْدَاءُ وَالحُسَّدُ فَخَصَّهُمْ .

''یعنی اہل بیت کو جسمانی تکلیف سے دوچار کرنے والا اور ان کی عزت و توقیر

میں کوتاہی برتنے والا (لعنتی ہے۔) کیوں کہ اہل بیت کا امت پر باقاعدہ حق ہے، جس سے وہی ناآشنا رہ سکتا ہے، جس کی بصیرت پر شقاوت و بدبختی چھا جائے، ویسے تو اہل بیت کے علاوہ دوسروں کی بے حرمتی کرنے والا بھی قابل مذمت ہے، لیکن چوں کہ اہل بیت کے حقوق زیادہ ہیں اور اللہ کے علم میں تھا کہ ان کے دشمن اور حاسدین زیادہ ہوں گے، اس لیے انہیں بہ طور خاص ذکر کر دیا۔''

(التّنوير شرح الجامع الصّغير : ٣٧٢/٦)

سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُصُّ لِسَانَهٗ أَوْشَفَتَهٗ، يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَإِنَّهٗ لَنْ يُعَذَّبَ لِسَانٌ أَوْ شَفَتَانِ مَصَّهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''میں عینی شاہد ہوں کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی زبان یا ہونٹ چوس رہے تھے اور جس زبان یا ہونٹوں کو رسول اللہ ﷺ چوس لیں، انہیں کبھی عذاب نہیں چھوئے گا۔''

(مسند الإمام أحمد : ٩٣/٤، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ (١٩٦ھ) فرماتے ہیں:

لَوْ كُنْتُ فِيمَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ، ثُمَّ غُفِرَ لِي، ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ، اسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَمُرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَنْظُرَ فِي وَجْهِي .

''اگر (بالفرض والمحال) میں قاتلینِ حسین میں شریک ہوں اور میرا یہ جرم

معاف کر دیا جائے، جنت میں بھی چلا جاؤں، تب بھی نبی کریم ﷺ کا سامنا کرنے سے شرم محسوس کروں گا۔''

(المعجم الكبير للطبراني : ٣/٢١٢، ح : ٢٩٢٨، وسندهٗ حسنٌ)

امام عمران بن ملحان ابورجاعطاردی رحمہ اللہ (١٠٥ھ) فرماتے ہیں:

لَا تَسُبُّوا عَلِيًّا وَلَا أَهْلَ هٰذَا الْبَيْتِ، فَإِنَّ جَارًا لَنَا مِنْ بَلْهُجَيْمِ قَالَ : أَلَمْ تَرَوْا إِلٰى هٰذَا الْفَاسِقِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَتَلَهُ اللّٰهُ، فَرَمَاهُ اللّٰهُ بِكَوْكَبَيْنِ فِي عَيْنَيْهِ، فَطَمَسَ اللّٰهُ بَصَرَهٗ .

''علی اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کو برا مت کہیں، کیوں کہ ہمارے پڑوس میں قبیلہ بلھجیم کا ایک شخص رہتا تھا، اس نے کہا: کیا تم اس فاسق (ابن فاسق) حسین بن علی کو نہیں دیکھتے؟ اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر ڈالا۔ یہ کہنا تھا کہ اللہ نے اس کی آنکھوں میں دو چنگاریاں ماریں اور وہ ہمیشہ کے لیے آنکھوں سے ہاتھ دھو بیٹھا۔''

(فضائل الصَّحابة لأحمد بن حنبل : ٩٧٢، المعجم الكبير للطَّبراني : ٢٨٣٠، وسندهٗ صحيحٌ)

امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حُبَّ أَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّكَ، وَلَا تَكُنْ رَّافِضِيًّا، وَاعْمَلْ بِالْقُرْآنِ، وَلَا تَكُنْ حَرُورِيًّا، وَاعْلَمْ أَنَّ مَا أَتَاكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ، وَمَا أَتَاكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ، وَلَا تَكُنْ قَدَرِيًّا، وَأَطِعِ الْإِمَامَ، وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا .

''اہل بیتِ رسول سے محبت کیجئے، رافضی نہ ہو جانا۔ قرآن پر عمل کیجئے، خارجی

نہ ہوئیے۔ یاد رکھئے کہ آپ کی ہر نیکی اللہ کی طرف سے ہے اور ہر برائی آپ کی طرف سے ہے۔ منکر تقدیر نہ ہوئیے اور حاکم وقت کی اطاعت کیجئے، بھلے وہ حبشی ہی کیوں نہ ہو!''

(السنّة للخَلّال : ٨، وسندہٗ حسنٌ)

نیز فرماتے ہیں:

لَوْ كَانَتِ الشِّيعَةُ مِنَ الطَّيْرِ لَكَانُوا رَخْمًا وَلَوْ كَانُوا مِنَ الْبَهَائِمِ لَكَانُوا حُمُرًا .

''اگر شیعہ پرندوں میں ہوتے، تو گدھ ہوتے اور اگر جانوروں میں ہوتے، تو گدھے ہوتے۔''

(تاریخ ابن عساکر : 373/25، وسندہٗ صحیحٌ)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

يَتَبَرَّؤُونَ مِنْ طَرِيقَةِ الرَّوَافِضِ الَّذِينَ يُبْغِضُونَ الصَّحَابَةَ وَيَسُبُّونَهُمْ، وَطَرِيقَةِ النَّوَاصِبِ الَّذِينَ يُؤْذُونَ أَهْلَ الْبَيْتِ بِقَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ .

''اہل سنت (اہل حدیث) روافض سے بری ہیں، جو صحابہ کرام سے بغض رکھتے ہیں اور انہیں برا بھلا کہتے ہیں، ناصبیوں سے بھی اعلان براءت ہے، جو بزبان قال وحال اہل بیت کو تکلیف دیتے ہیں۔''

(العقيدة الواسطية، ص ١٩٢)

نیز فرماتے ہیں:

أَمَّا أَهْلُ السُّنَّةِ فَيَتَوَلَّوْنَ جَمِيعَ الْمُؤْمِنِينَ، وَيَتَكَلَّمُونَ بِعِلْمٍ وَعَدْلٍ،

لَيْسُوا مِنْ أَهْلِ الْجَهْلِ وَلَا مِنْ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ، وَيَتَبَرَّؤُونَ مِنْ طَرِيقَةِ الرَّوَافِضِ وَالنَّوَاصِبِ جَمِيعًا، وَيَتَوَلَّوْنَ السَّابِقِينَ وَالْأَوَّلِينَ كُلَّهُمْ، وَيَعْرِفُونَ قَدْرَ الصَّحَابَةِ وَفَضْلَهُمْ وَمَنَاقِبَهُمْ، وَيَرْعَوْنَ حُقُوقَ أَهْلِ الْبَيْتِ الَّتِي شَرَعَهَا اللّٰهُ لَهُمْ.

''اہل سنت تمام مؤمنوں سے محبت کرتے ہیں۔علم وانصاف پر مبنی کلام کرتے ہیں، کسی جہالت اور نفس پرستی کا اظہار نہیں کرتے۔روافض اور نواصب سے اعلان براءت کرتے ہیں، تمام سابقین واولین سے محبت وعقیدت رکھتے ہیں، صحابہ کرام کی فضیلت ومراتب کی مکمل معرفت رکھتے ہیں، جو اللہ نے اہل بیت کے حقوق مقرر کیے ہیں، ان کا خیال رکھتے ہیں۔''

(مِنهاج السُّنة : ۷۱/۲)

امام ابوبکر محمد بن حسین آجری رحمہ اللہ (۳۶۰ھ) ''حدیث ثقلین'' کے تحت لکھتے ہیں:

يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ خُطْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى، وَأَمَرَ أُمَّتَهٗ بِالتَّمَسُّكِ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَبِسُنَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِي رُجُوعِهٖ مِنْ هٰذِهِ الْحَجَّةِ بِغَدِيرِ خَمٍّ فَأَمَرَ أُمَّتَهٗ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَالتَّمَسُّكِ بِهٖ وَبِمَحَبَّةِ أَهْلِ بَيْتِهٖ، وَبِمُوَالَاةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَتَعْرِيفِ النَّاسِ شَرَفَ عَلِيٍّ وَفَضْلِهٖ عِنْدَهٗ، يَدُلُّ الْعُقَلَاءَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ عَلٰى أَنَّهٗ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَتَمَسَّكَ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ

وَجَلَّ، وَبِسُنَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّنَ، وَبِمَحَبَّتِهِمْ وَبِمَحَبَّةِ أَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِينَ، وَالتَّعَلُّقِ بِمَا كَانُوا عَلَيْهِ مِنَ الْأَخْلَاقِ الشَّرِيفَةِ، وَالِاقْتِدَاءِ بِهِمْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَمَنْ كَانَ هٰكَذَا، فَهُوَ عَلٰى طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ، أَلَا تَرٰى أَنَّ الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ السُّلَمِيَّ قَالَ : وَعَظَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ مَوْعِظَةً بَلِيغَةً، ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ، وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ فَقُلْنَا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ هَذِهِ لَمَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَمَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ قَالَ : أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي سَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ . وَالْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ فَهُمْ : أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَمَنْ كَانَ لَهُمْ مُحِبًّا رَاضِيًا بِخِلَافَتِهِمْ، مُتَّبِعًا لَهُمْ، فَهُوَ مُتَّبِعٌ لِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ أَحَبَّ أَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّيِّبِينَ، وَتَوَلَّاهُمْ

وَتَعَلَّقَ بِأَخْلَاقِهِمْ، وَتَأَدَّبَ بِأَدَبِهِمْ، فَهُوَ عَلَى الْمَحَجَّةِ الْوَاضِحَةِ، وَالطَّرِيقِ الْمُسْتَقِيمِ وَالْأَمْرِ الرَّشِيدِ، وَيُرْجَى لَهُ النَّجَاةَ ......

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَمَا تَقُولُ فِيمَنْ يَزْعُمُ أَنَّهُ مُحِبٌّ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ، مُتَخَلِّفٌ عَنْ مَحَبَّةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَعَنْ مَحَبَّةِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، غَيْرُ رَاضِي بِخِلَافَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ؟ هَلْ تَنْفَعُهُ مَحَبَّةُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ؟ قِيلَ لَهُ : مُعَاذَ اللّٰهِ، هَذِهِ صِفَةُ مُنَافِقٍ، لَيْسَتْ بِصِفَةِ مُؤْمِنٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : لَا يَحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : مَنْ آذٰى عَلِيًّا فَقَدْ آذَانِي وَشَهِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْخِلَافَةِ وَشَهِدَ لَهُ بِالْجَنَّةِ، وَبِأَنَّهُ شَهِيدٌ، وَأَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مُحِبٌّ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحِبَّانِ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَجَمِيعُ مَا شَهِدَ لَهُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ

الْفَضَائِلِ الَّتِي تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لَهَا وَمَا أَخبرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَحَبَّتِهِ لِلْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، مِمَّا تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لَهُ، فَمَنْ لَمْ يُحِبَّ هٰؤُلَاءِ وَيَتَوَلَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَقَدْ بَرِىءَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَكَذَا مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يَتَوَلّٰى عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَيُحِبُّ أَهْلَ بَيْتِهِ وَيَزْعُمُ أَنَّهُ لَا يَرْضٰى بِخِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَلَا عُثْمَانَ وَلَا يُحِبُّهُمْ وَيَبْرَأُ مِنْهُمْ، وَيَطْعَنُ عَلَيْهِمْ، فَنَشْهَدُ بِاللّٰهِ يَقِينًا أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ بَرَآءٌ مِنْهُ لَا تَنْفَعُهُ مَحَبَّتُهُمْ حَتّٰى يُحِبَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، كَمَا قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيمَا وَصَفَهُمْ بِهِ، وَذَكَرَ فَضْلَهُمْ، وَتَبَرَّأَ مِمَّنْ لَمْ يُحِبَّهُمْ، فَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَعَنْ ذُرِّيَّتِهِ الطَّيِّبَةِ.

هٰذَا طَرِيقُ الْعُقَلَاءِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِمَّنْ يَقْذِفُ أَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطَّعْنِ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، لَقَدِ افْتَرٰى عَلٰى أَهْلِ الْبَيْتِ وَقَذَفَهُمْ بِمَا قَدْ صَانَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهُ وَهَلْ

عَرَفْتُ أَكْثَرَ فَضَائِلِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ، إِلَّا مِمَّا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ؟.

''یہ دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کا خطبہ منی میں ارشاد فرمایا اور امت کو کتاب وسنت مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا۔ حج سے واپسی پر غدیر خم کے مقام پر حکم دیا کہ کتاب اللہ کو تھامے رکھیں، اہل بیت سے محبت ومودت قائم رکھیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے عقیدت رکھیں، لوگوں کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضلیت اور مقام ومرتبہ سے روشناس کرایا اور عقل وبینش والے مسلمانوں کی راہنمائی کی کہ کتاب وسنت اور خلفائے راشدین مہدیین کے طریقے کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں۔ ان سے محبت اور اہل بیت سے عقیدت کا دم بھریں، نیز ان کی عمدہ خصلتوں کی خوشہ چینی اور پیروی کریں۔ ایسا شخص صراط مستقیم پر گامزن ہے۔ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں غور کیجیے، بیان کرتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے ہمیں ایسا پرتاثیر وعظ کیا کہ ہماری آنکھیں چھم چھم بہنے لگیں، دلوں پر رقت طاری ہوگئی۔ ہم عرض گزار ہوئے: اللہ کے رسول! یہ تو الوداعی وعظ لگتا ہے، کیا وصیت فرماتے ہیں؟ فرمایا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ امیر کی طاعت گزاری کا کہتا ہوں، اگرچہ وہ امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ کیوں کہ عنقریب میری وفات کے بعد شدید اختلافات کا منہ دیکھنا پڑے گا، ایسے سمے میری سنت تھامے رکھنا اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑنا اور سنت کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ دین میں نئے کام جاری کرنے سے بچیں، کیوں کہ دین میں ہر

نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت و گمراہی ہے۔

خلفائے راشدین ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ جو ان سے محبت و عقیدت رکھے، ان کی خلافت پر راضی ہو اور ان کی اقتدا کرے، وہ کتاب و سنت کی پیروی کر رہا ہے۔ جو پاک باز اہل بیت سے محبت و مودت کرے، ان کے خصائل حمیدہ کو اپنا شعار و دثار بنا لے اور کما حقہ ادب بجالائے، ایسا شخص واضح دلیل پر قائم ہے، جادۂ مستقیم کا راہی ہے اور نجات کی امید رکھے۔

اگر کوئی کہے کہ آپ ایسے شخص کے بارے میں کیا فتویٰ صادر فرمائیں گے، جو کہتا ہو کہ میں ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے محبت کرتا ہوں اور علی اور حسنین رضی اللہ عنہم سے محبت نہیں رکھتا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تسلیم نہیں کرتا؟ آیا اسے ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی محبت کوئی فائدہ دے گی؟

ایسے شخص کے بارے میں کہا جائے گا: معاذ اللہ! یہ منافق کی خصلت ہے، نہ کہ مومن کی۔ کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ''آپ سے مؤمن ہی محبت کرے گا اور منافق ہی بغض رکھے گا۔'' (صحیح مسلم: ۷۸) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے علی کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی'' (زوائد فضائل الصحابۃ للقطیعی: ۱۰۷۸، وسندہٗ حسنٌ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلافت، جنت اور شہادت کی خبر دی ہے، آپ اللہ و رسول کے محبّ اور اللہ و رسول آپ کے محبّ ہیں، وہ تمام فضائل جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنین رضی اللہ عنہما سے محبت کرنا وغیرہ۔ جو ان نفوس قدسیہ سے محبت و عقیدت نہیں رکھتا، وہ دنیا و آخرت میں لعنتی ہے، ایسے بد بخت سے ابوبکر، عمر

اور عثمان رضی اللہ عنہم بری ہیں۔ اسی طرح جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت عظام سے محبت کا دم بھرے اور کہے کہ میں ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت کو نہیں مانتا، نہ ہی ان سے محبت کرتا ہوں، ان سے براءت کا اعلان کرے اور ان پر طعن و تشنیع کے نشتر چلائے، ایسے شخص کے متعلق ہم اللہ کو گواہ بنا کر برملا کہتے ہیں کہ سیدنا علی اور حسنین رضی اللہ عنہم بھی اس سے بری ہوں گے۔ اسے ان کی محبت کچھ فائدہ نہ دے گی، تا آنکہ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے بھی محبت کرنے لگ جائے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان پاک باز ہستیوں کی تعریف کی ہے، فضائل بیان کیے ہیں اور ہر اس شخص سے اعلان براءت کیا ہے، جو ان سے محبت نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کی آل سے راضی ہو۔ یہ عقلمند مسلمانوں کا راستہ ہے۔ ہم ایسے شخص سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، جو اہل بیت پر تہمت لگائے کہ انہوں نے ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم پر طعن کیا ہے۔ اہل بیت پر جھوٹ تھوپے گئے ہیں اور انہیں ایسی ایسی باتوں سے متہم کیا گیا ہے، جن سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بچائے رکھا۔ کیا ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے اکثر فضائل سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایات میں نہیں ملتے؟''

(الشريعة : ٢٢٢١/٥)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ تَرْكَ التَّرَحُّمِ سُكُوْتٌ، وَالسَّاكِتُ لَا يُنْسَبُ إِلَيْهِ قَوْلٌ، وَلٰكِنْ مَنْ سَكَتَ عَنْ تَرحُّمِ مِثْلِ الشَّهِيْدِ أَمِيْرِ المُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ، فَإِنَّ فِيْهِ شَيْئاً مِنْ تَشَيُّعٍ، فَمَنْ نَطَقَ فِيْهِ بِغَضٍّ

وَتَنَقُّصٍ وَهُوَ شِيْعِيٌّ جَلْدٌ يُؤَدَّبُ، وَإِنْ تَرَقّٰى إِلَى الشَّيْخَيْنِ بِذَمٍّ، فَهُوَ رَافِضِيٌّ خَبِيْثٌ، وَكَذَا مَنْ تَعرَّضَ لِلإِمَامِ عَلِيٍّ بِذَمٍّ، فَهُوَ نَاصِبِيٌّ يُعَزَّرُ، فَإِنْ كَفَّرَهُ، فَهُوَ خَارِجِيٌّ مَارِقٌ، بَلْ سَبِيْلُنَا أَنْ نَسْتَغْفِرَ لِلْكُلِّ، وَنُحِبَّهُمْ، وَنَكُفَّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُم.

''صحابہ کرام کے حق میں دعائے رحمت نہ کرنا سکوت ہے، اور ساکت کی طرف کسی بات کی نسبت نہیں کی جا سکتی، لیکن جو جام شہادت نوش فرمانے والے امیر المؤمنین سیدنا عثمان کے حق میں دعائے رحمت سے سکوت اختیار کرے، ایسے شخص سے شیعیت کی بدبو آتی ہے۔ جو آپ کے بارے میں زبان درازی کرے اور شان میں تنقیص کرے، وہ شیعہ ہے اور تادیبی کوڑوں کا مستحق ہے۔ شیخین (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) پر طعن کی جرأت و جسارت کرنے والا خبیث شیعہ ہے۔ اسی طرح جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازیبا حرکت کرے، وہ ناصبی ہے اور تعزیر کا مستحق ہے۔ آپ کی تکفیر کرنے والا خارجی ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ ہم ان سب کے لیے استغفار کرتے ہیں، ان سے محبت ومودت رکھتے ہیں اور مشاجرات صحابہ میں زبان بندی کرتے ہیں۔''

(سير أعلام النبلاء : ٣٧٠/٧)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، مَا زَالَا مُكْرِمَيْنِ لَهٗ غَايَةَ الْإِكْرَامِ بِكُلِّ طَرِيقٍ، مُقَدِّمَيْنِ لَهٗ، بَلْ وَلِسَائِرِ بَنِي هَاشِمٍ عَلٰى غَيْرِهِمْ فِي

الْعَطَاءِ، مُقَدِّمَيْنِ لَهٗ فِي الْمَرْتَبَةِ وَالْحُرْمَةِ وَالْمَحَبَّةِ وَالْمُوَالَاةِ وَالثَّنَاءِ وَالتَّعْظِيمِ، كَمَا يَفْعَلَانِ بِنُظَرَائِهٖ، وَيُفَضِّلَانِهٖ بِمَا فَضَّلَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَيْسَ مِثْلَهٗ، وَلَمْ يُعْرَفْ عَنْهُمْ كَلِمَةُ سُوءٍ فِي عَلِيٍّ قَطُّ، بَلْ وَلَا فِي أَحَدٍ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ .

''ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہر اعتبار سے کما حقہ اکرام کرتے تھے، آپ تو کجا، دیگر بنو ہاشم کو بھی نوازش میں پیش پیش رکھتے تھے۔ مقام و مرتبہ، عزت و توقیر، محبت اور مودت اور تعظیم میں مقدم کرتے تھے۔ اسی طرح آپ کے ہم نواؤں سے بھی یہی سلوک تھا، انہیں اللہ کی دی ہوئی فضلیت کے مطابق ان پر فضلیت دیتے تھے، جنہیں وہ فضلیت نصیب نہ ہوئی ہو۔ نیز ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام کی طرف سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بل کہ کسی ہاشمی کے بارے میں نازیبا کلمہ کہنا قطعا ثابت نہیں۔''

(مِنھاج السُّنّة : ١٧٨/٦)

نیز فرماتے ہیں:

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٧٢٨ھ) فرمایا کرتے تھے:

إِنْ كَانَ نَصْبًا حُبُّ صَحْبِ مُحَمَّدٍ

فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ أَنِّي نَاصِبِي

''اگر اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا ناصبیت ہے، تو جن وانس گواہ رہیں کہ پھر میں ناصبی ہوں۔''

(مَدارج السّالکین لابن القیم : 87/2)

مؤرخ اسلام مفسر قرآن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

لَا تُنْكَرُ الْوَصَاةُ بِأَهْلِ الْبَيْتِ، وَالْأَمْرُ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِمْ، وَاحْتِرَامِهِمْ وَإِكْرَامِهِمْ، فَإِنَّهُمْ مِنْ ذُرِّيَّةٍ طَاهِرَةٍ، مِنْ أَشْرَفِ بَيْتٍ وُجِدَ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ، فَخْرًا وَحَسَبًا وَنَسَبًا، وَلَا سِيَّمَا إِذَا كَانُوا مُتَّبِعِينَ لِلسُّنَّةِ النَّبَوِيَّةِ الصَّحِيحَةِ الْوَاضِحَةِ الْجَلِيَّةِ، كَمَا كَانَ عَلَيْهِ سَلَفُهُمْ، كَالْعَبَّاسِ وَبَنِيهِ، وَعَلِيٍّ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ .

''اہل بیت کے بارے میں وصایا نبویہ اوران سے حسن سلوک، رواداری اور عزت واکرام کا انکارنہیں کیا جاسکتا۔ کیوں کہ یہ پاکیزہ ہستیاں ہیں۔فخر اور حسب ونسب کے اعتبار سے کرۂ ارض پر سب سے باعزت گھرانا ہے،خاص کر جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث کی دل وجان سے پیروی کرنے والے ہوں،جیسا کہ پہلے سیدزادے ہوا کرتے تھے۔مثلاً سیدنا عباس،آل عباس، سیدنا علی اوران کے آل بیت رضی اللہ عنہم۔''

(تفسير ابن كثير : ۲۰۱/۷، ت سلامة)

وَلایت علی رضی اللہ عنہ اوراہل سنت:

اہل سنت کا اتفاقی عقیدہ ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ راشداورامیر المومنین ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ طَعَنَ فِي خِلَافَةِ أَحَدٍ مِنْ هٰؤُلَاءِ؛ فَهُوَ أَضَلُّ مِنْ حِمَارِ أَهْلِهٖ .

”جوخلفائے راشدین میں کسی ایک کی خلافت پر طعن کرے، وہ گدھے سے زیادہ بے وقوف ہے۔“

(العقيدة الواسطية، ص ١٨٤)

نیز فرماتے ہیں:

أَمَّا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَإِنَّ أَهْلَ السُّنَّةِ يُحِبُّونَهٗ وَيَتَوَلَّوْنَهٗ، وَيَشْهَدُونَ بِأَنَّهٗ مِنَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ وَالْأَئِمَّةِ الْمَهْدِيِّينَ .

”جہاں تک سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی کا تعلق ہے،تو اہل سنت آپ سے محبت و دوستی رکھتے ہیں اور دل و جان سے گواہی دیتے ہیں کہ آپ خلفائے راشدین اور ہدایت یافتہ ائمہ میں سے ہیں۔“

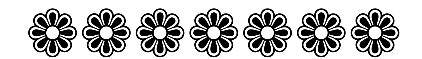
(منهاج السنة النبوية : ١٨/٦)

اہل سنت والجماعت اعتدال پسند ہیں،غلو وتقصیر سے کوسوں دور ہیں۔افراط وتفریط سے مبرا ہیں، ہر ایک کو اس کا پورا پورا حق دیتے ہیں۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت عظام سے محبت ومودت عین ایمان سمجھتے ہیں۔ان کی شان میں تنقیص کے تصور سے بھی کانپ اٹھتے ہیں۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بیان کرتے ہیں، آپ کو چوتھا خلیفہ برحق تسلیم کرتے ہیں، آپ کی زوجہ محترمہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تقدس کا خیال رکھتے ہیں، حسنین رضی اللہ عنہما کی منقبت وفضیلت کے قائل ہیں۔ان کی شہادت باسعادت کو برحق تسلیم کرتے ہیں۔ جو ان سے محبت رکھے اس سے محبت ، جو ان سے عداوت رکھے،اس سے عداوت رکھتے ہیں اور اس کی شقاوت وبدبختی سے لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں۔

اہل حدیث تمام صحابہ کرام کو مدار اسلام سمجھتے ہیں۔ ہمارے نزدیک ان کی امانت، دیانت، عدالت، صداقت اور للّٰہیت مسلم ہے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت جزو ایمان سمجھتے ہیں، ہر ایک کو اس کا مقام و مرتبہ دیتے ہیں۔ کسی کے حق میں کمی نہیں لاتے۔ انہیں ہدف تنقید و ملامت بنانا برے لوگوں کا شیوہ ہے۔ ان کی تنقیص درحقیقت رسالت مآب کی تنقیص ہے۔

اہل حدیث صحابہ کے بارے میں ائمہ محدثین کے عقیدہ اور منہج سے سرِ مُو منحرف نہیں۔ صحابہ کے مابین اختلافات و مشاجرات میں اہل سنت کے عقیدہ پر ہیں اور ان کے بارے میں اپنی زبانیں بند رکھتے ہیں، طرف داری سے گریزاں رہتے ہیں۔ ان کے حق میں معافی کے طالب گار رہتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ تمام صحابہ پر اللہ تعالیٰ کی رضوان ہے اور قطعی جنتی ہیں۔ جب نبی کریم ﷺ دنیا سے گئے، تو ان سے راضی تھے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان کے مشاجرات کے بارے میں اپنے نبی کو آگاہ فرما دیا تھا۔

ہمارے نزدیک صحابیت گراں قدر شرف ہے۔ صحابی وہ ہے کہ جس نے متاع ایمان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا رخِ زیباں کا دیدار کیا ہو یا آپ سے ملاقات کی ہو اور حالت ایمان میں وفات پائی ہو۔



امہات المومنین

نبی کریم ﷺ کی گیارہ بیویاں تھیں۔(صحیح بخاری: ٢٦٨) قرآن مجید نے ان کی حرمت بیان کی، انہیں مومنوں کی مائیں قرار دیا۔ جب نبی کریم ﷺ فوت ہوئے، اس وقت آپ ﷺ کی نو بیویاں زندہ تھیں۔(صحیح بخاری: ٢٨٤، صحیح مسلم: ٣٠٩) وہ عائشہ، حفصہ، سودہ، ام حبیبہ، ام سلمہ، میمونہ، زینب بنت جحش، جویریہ اور صفیہ رضی اللہ عنہن ہیں۔ دو وفات پا چکی تھیں؛ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پہلے ہی وفات پا چکی تھیں، اسی طرح زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی مدینہ میں وفات پا گئیں تھیں، آپ ﷺ کے نکاح میں کم عرصہ رہیں، واللہ اعلم!

ازواج مطہرات کا احترام واکرام نہ صرف ضروری ہے، بلکہ جزو ایمان ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾(الأحزاب: ٦)

”نبی (ﷺ) کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔“

❀ اس آیت کی تفسیر میں علامہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٧١ھ) فرماتے ہیں:

شَرَّفَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَزْوَاجَ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْ جَعَلَهُنَّ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، أَيْ فِي وُجُوبِ التَّعْظِيمِ وَالْمَبَرَّةِ وَالْإِجْلَالِ وَحُرْمَةِ النِّكَاحِ عَلَى الرِّجَالِ، وَحَجْبِهِنَّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُنَّ

بِخِلَافِ الْأُمَّهَاتِ .

''اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی ازواج کو یہ شرف بخشا ہے کہ انہیں مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے، یعنی ان کی تعظیم کرنا، ان سے حسن سلوک کرنا، ان کی عزت وتوقیر کرنا، دوسرے مردوں کے ساتھ نکاح کی حرمت اور اپنی اصلی ماؤں کے برخلاف ان (ماؤں) سے پردہ کرنا واجب قرار دیا ہے۔''

(تفسير القُرطبي : 123/14)

❀ اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ فِي الْحُرْمَةِ وَالِاحْتِرَامِ، وَالْإِكْرَامِ وَالتَّوْقِيرِ وَالْإِعْظَامِ، وَلٰكِنْ لَا تَجُوزُ الْخَلْوَةُ بِهِنَّ، وَلَا يَنْتَشِرُ التَّحْرِيمُ إِلٰى بَنَاتِهِنَّ وَأَخَوَاتِهِنَّ بِالْإِجْمَاعِ .

''یعنی حرمت، احترام، اکرام، توقیر اور عزت افزائی میں (یہ تمہاری مائیں ہیں) لیکن ان سے خلوت میں ملاقات جائز نہیں۔ ازواج مطہرات کی بیٹیوں اور بہنوں پر یہ حرمت لاگو نہیں ہوتی، اس پر اجماع ہے۔''

(تفسير ابن كثير : 381/6)

❀ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِرْنَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَلَمْ تَصِرْ بَنَاتُهُنَّ أَخَوَاتِهِمْ، وَلَا أَخَوَاتُهُنَّ خَالَاتِهِمْ .

''نبی کریم ﷺ کی بیویاں مؤمنوں کی مائیں بنی ہیں، ان کی بیٹیاں مومنوں کی بہنیں نہیں بنیں، نہ ازواج رسول ﷺ کی بہنیں مؤمنوں کی خالائیں بنی ہیں۔''

(السّنن الکبریٰ ، تحت الرقم : 13427)

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿یَانِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ﴾(الأحزاب : ٣٢)

''نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔''

❀ اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

''اس آیت کا عموم دلالت کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کی فضیلت پہلی اور بعد والی تمام عورتوں پر ہے۔ اس پر اجماع ہے کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیا سے افضل ہیں، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو بھی دنیا کی تمام عورتوں پر ویسے ہی فضیلت حاصل ہے، جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیا پر۔ یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں گی۔''

(التّوضیح لشرح الجامع الصّحیح : 134/26)

❀ نیز فرمایا:

﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾(الأحزاب : ٣٣)

''اہل بیت! اللہ چاہتا ہے کہ آپ سے گناہ دور کر دے اور آپ کو خوب پاک صاف کر دے۔''

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

نَزَلَتْ فِي نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً .

''یہ آیت خاص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔''

(تفسير ابن كثير : 410/6، بتحقيق سلامة، وسندهٗ حسنٌ)

❀ عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ شَاءَ بَاهَلْتُهٗ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''میں اس پر مباہلے کو تیار ہوں کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کی بیویوں کے بارے میں نازل ہوئی۔'' (تفسير ابن كثير : 411/6، وسندهٗ حسنٌ)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا نَصٌّ فِي دُخُولِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ الْبَيْتِ هَاهُنَا؛ لِأَنَّهُنَّ سَبَبُ نُزُولِ هٰذِهِ الْآيَةِ.

''یہ آیت نص ہے کہ ازواج رسول ﷺ اہل بیت میں شامل ہیں، کیونکہ ازواجِ مطہرات ہی اس آیت کے نزول کا سبب ہیں۔''

(تفسير ابن كثير : 410/6، بتحقيق سلامة)

① ام المومنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی پہلی بیوی تھیں۔ آپ کو عورتوں میں سبقت اسلام کا شرف حاصل ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

مِمَّا اخْتَصَّتْ بِهٖ سَبْقُهَا نِسَاءَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ إِلَى الْإِيمَانِ فَسَنَّتْ ذٰلِكَ لِكُلِّ مَنْ آمَنَتْ بَعْدَهَا فَيَكُونُ لَهَا مِثْلُ أَجْرِهِنَّ لِمَا ثَبَتَ أَنَّ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً وَقَدْ شَارَكَهَا فِي ذٰلِكَ أَبُو بَكْرٍ

الصِّدِّيقُ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الرِّجَالِ وَلَا يَعْرِفُ قَدْرَ مَا لِكُلٍّ مِنْهُمَا مِنَ الثَّوَابِ بِسَبَبِ ذٰلِكَ إِلَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ.

''سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے اس امت کی تمام عورتوں سے ایمان لانے میں سبقت کی، آپ کا یہ عمل بعد میں ایمان لانے والی عورتوں کے لیے سنت بن گیا، یوں آپ کو ان تمام عورتوں کے برابر اجر بھی ملتا ہے، کیونکہ حدیث میں ثابت ہے کہ جس نے کوئی اچھا عمل جاری کیا۔ اس اجر میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی شریک ہیں، کیونکہ وہ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔ دونوں کو کتنا ثواب ملتا ہے؟ اس کی مقدار اللہ ہی جانتا ہے۔''

(فتح الباري: 137/7)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ گھبرا گئے، گھر تشریف لائے، تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی دی اور آپ کی ڈھارس بندھائی۔

(صحيح البخاري: 3، صحيح مسلم: 160)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَمْ يَتَزَوَّجِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خَدِيجَةَ حَتّٰى مَاتَتْ.

''سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری شادی نہیں کی۔''

(صحيح مسلم: 2436)

یہ روایت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت پر واضح دلیل ہے، آپ کی وفا شعاری اس قدر تھی کہ آپ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بیوی کی ضرورت محسوس نہ کی۔

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ .

''عورتوں میں سب سے بہترین مریم بنت عمران اور خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔''

(صحيح البخاري : 3432، صحيح مسلم : 2430)

❁ راوی حدیث ابوکریب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَشَارَ وَكِيعٌ إِلَى السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ .

''وکیع رحمہ اللہ نے آسمان اور زمین کی طرف اشارہ کیا۔''

(صحيح مسلم : 2430)

وکیع رحمہ اللہ کی مراد یہ تھی کہ مریم اور خدیجہ رضی اللہ عنہا دنیا جہان کی بہترین عورتیں ہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

مَا غِرْتُ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيجَةَ، وَمَا رَأَيْتُهَا، وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا، وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً، ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ، فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ : كَأَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيجَةُ، فَيَقُولُ : إِنَّهَا كَانَتْ، وَكَانَتْ، وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر میں نے اتنی غیرت نہیں کھائی، جتنی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کھائی، حالانکہ میں نے انہیں دیکھا تک نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

نبی کریم ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بہت زیادہ تذکرہ کیا کرتے تھے۔ جب کبھی کوئی بکری ذبح کرتے، تو اس کے کچھ حصے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجتے۔ کئی بار تو میں نبی کریم ﷺ کو کہہ دیتی کہ (مجھے تو) لگتا ہے کہ آپ کی دنیا میں صرف ایک ہی بیوی ہے اور وہ ہے خدیجہ۔ تو نبی کریم ﷺ فرماتے: خدیجہ تو خدیجہ تھیں، اللہ نے مجھے اُن سے اولا د دی ہے۔''

(صحيح البخاري : 3818، صحيح مسلم : 2435)

❁ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا:

اِقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ، وَلَا نَصَبَ.

''خدیجہ کو رب تعالیٰ کی طرف سے سلام پیش کیجئے گا اور میری طرف سے بھی۔ نیز انہیں جنت میں موتیوں سے بنے محل کی خوشخبری سنا دیں، جس میں نہ شور شرابہ ہوگا اور نہ تکلیف وتھکاوٹ۔''

(صحيح البخاري : 3820، صحيح مسلم : 2432)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

خَطَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَ خُطُوطٍ ثُمَّ قَالَ : هَلْ تَدْرُونَ مَا هٰذَا قَالُوا : اَللّٰهُ وَرَسُولُهٗ أَعْلَمُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلَدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمَ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ.

''رسول اللہ ﷺ نے زمین پر چار لکیریں کھینچیں اور فرمایا، جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں سب سے زیادہ فضیلت کی حامل خواتین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا، فاطمہ بنت محمد ﷺ، مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا اور فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا ہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 293/1، فضائل الصّحابة للنّسائي : 259، مسند أبي يعلى : 2722، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۷۰۱۰) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۵۹۴/۲، ۱۸۵/۳) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

تنبیہ:

بعض اہل علم نے سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کو سیدہ عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا پر فضیلت دی ہے اور بعض نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سیدہ خدیجہ سے افضل قرار دیا ہے۔

درست بات یہ ہے کہ دونوں کی اپنی اپنی فضیلت ہے، جس بنا پر کسی کو مطلق طور پر افضل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ دونوں کے فضائل بیان کیے جائیں، افضل مفضول کی بحث ترک کی جائے، کیونکہ اسلاف اُمت اس بارے میں خاموش ہیں۔

(۲) ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

❁ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد نبی کریم ﷺ کی پہلی بیوی ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد مکی دور کی بات ہے، عثمان بن مظعون کی بیوی

خولہ بنت حکیم نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی : اللہ کے رسول! شادی کرنا چاہیں گے؟ فرمایا: کس سے؟ کہنی لگی: کنواری سے کرنی ہے، تو آپ کی مرضی، شوہر دیدہ سے کرنی ہے، تو آپ کی مرضی۔فرمایا: کنواری کون ہے؟ کہنی لگی: یہ اس کی بیٹی ہے، جس سے آپ کو سب سے زیادہ لگاؤ ہے۔میری مراد: ابوبکر کی بیٹی عائشہ! فرمایا: اور شوہر دیدہ؟ کہا: سودہ بنت زمعہ، اچھی بھلی مؤمنہ اور با شرع خاتون ہیں۔فرمایا: جائیں، دونوں سے میرا ذکر کریں۔خولہ گئیں اور پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر داخل ہوئیں۔میری ماں ام رومان سے ملاقات کی اور کہا: آپ کی تو اللہ نے سن لی، رسول اللہ ﷺ نے مجھے عائشہ کے ساتھ نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے۔میری امی جان فرمانے لگیں: میرا خیال ہے، آپ ذرا رکیے، ابوبکر آتے ہی ہوں گے۔اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔خولہ کہنی لگیں : آپ پر تو اللہ کی رحمت ہوگئی ہے، اللہ کے رسول نے مجھے اپنے لیے عائشہ کا رشتہ لینے کے لیے بھیجا ہے۔ابو جی فرمانے لگے: وہ تو نبی کریم ﷺ کی بھتیجی ہیں، نکاح کیسے ہوسکتا ہے؟ خولہ کہتی ہیں: یہ کہہ کر مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے واپس بھیج دیا۔میں نے آپ ﷺ سے ساری بات من وعن کہہ دی۔آپ ﷺ نے فرمایا :انہیں جا کر کہیے کہ ہم ایک دوسرے کے اسلامی بھائی ہیں، لہذا عائشہ سے نکاح ہوسکتا ہے۔خولہ نے ابو جی کو ساری بات بتا دی، تو ابو جی فرمانے لگے: رسول اللہ ﷺ کو کہیے کہ تشریف لے آئیں، آپ ﷺ آئے اور ابو جی نے میرا نکاح کر دیا۔اس وقت میری عمر تقریباً چھ برس تھی۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 23/23، مسند أحمد : 210/6، حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (3/ 73) نے اسے ''امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' کہا ہے۔حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری:7/ 225) نے اس کی سند

کو ''حسن'' کہا ہے۔

❁ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے آخر عمر میں اپنی باری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کردی تھی۔

(صحیح البخاري : 2593)

③ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔آپ رضی اللہ عنہا کے بے شمار فضائل ومناقب ہیں۔

❁ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ : أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ : عَائِشَةُ قُلْتُ : مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ : أَبُوهَا .

''میں نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا: آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا: عائشہ، عرض کیا: مردوں میں؟ فرمایا: ان کا باپ۔''

(صحیح البخاري : 4358، صحیح مسلم : 2384)

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُتَّفَقٌ عَلٰى صِحَّتِهِ .

''اس حدیث کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے۔''

(شرح السّنة : 80/14)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ ثَابِتٌ عَلٰى رَغْمِ أُنُوفِ الرَّوَافِضِ .

''یہ حدیث ثابت ہے، خواہ روافض کے ناک خاک آلود ہوں۔''

(سِيَر أعلام النُّبلاء : 430/3)

❁ علامہ مقریزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ ثَابِتٌ عَلٰى رَغْمِ أُنُوفِ الرَّوَافِضِ .

''یہ حدیث ثابت ہے، خواہ روافض کے ناک خاک آلود ہوں۔''

(إمتاع الأسماع : 36/6)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

''پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت طیب ہی سے ہوسکتی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے کہ میں کسی کو خلیل بناتا، تو ابوبکر کو بناتا، لیکن اسلام کا بھائی چارہ افضل ہے، آپ نے امت کے افضل مرد و عورت سے محبت کی، جو حبیبان رسول سے بغض رکھتا ہے، وہ لازما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بغض رکھتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کرنا فطری معاملہ تھا، آپ دیکھتے نہیں کہ صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفے اس دن بھیجتے، جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آپ ہوتے، مطلوب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہوتی تھی۔''

(سِيَر أعلام النّبلاء : 142/2)

❁ سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں:

فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ .

''عائشہ کی فضیلت دوسری عورتوں پر وہ ہے، جو ثرید کی فضیلت دوسرے کھانوں پر ہے۔''

(صحيح البخاري : 3769، صحيح مسلم :2431)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَاللّٰهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِّنْكُنَّ غَيْرِهَا.

''اللہ کی قسم! آپ میں سے کسی زوجہ کے بستر پر وحی نازل نہیں ہوئی، سوائے عائشہ رضی اللہ عنہا کے۔''

(صحيح البخاري: 3775)

❁ حافظ عبد الرحمٰن بن محمد ابن عساکر شافعی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ مُّتَّفَقٌ عَلٰى صِحَّتِهٖ.

''یہ حدیث صحیح ہے، اس کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے۔''

(كِتاب الأربعين في مَناقب أمهات المؤمنين، ص 75)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُتَّفَقٌ عَلٰى صِحَّتِهٖ.

''اس حدیث کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے۔''

(سِيَرُ أعلام النُّبلاء: 143/2)

❁ علامہ مقریزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُتَّفَقٌ عَلٰى صِحَّتِهٖ.

''اس حدیث کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے۔''

(إمتاع الأسماع: 36/6)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا:

أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ، أَرٰى أَنَّكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ، وَيَقُولُ

: هٰذِهِ امْرَأَتُكَ، فَاكْشِفْ عَنْهَا، فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَأَقُولُ : إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ .

''میں نے آپ کو دو مرتبہ خواب میں دیکھا ہے، دیکھا کہ آپ ریشمی کپڑے کے ایک ٹکڑے میں ہیں اور ایک بندہ مجھے کہتا ہے: یہ آپ کی بیوی ہیں، ان سے کپڑا اہٹایئے۔ (میں نے کپڑا اہٹایا،) تو دیکھا کہ وہ آپ تھیں، تو میں نے کہا کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے، تو وہ اسے پورا کر دے گا۔''

(صحيح البخاري : 3895، صحيح مسلم : 2438)

❁ دورانِ سفر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا، تلاش کے لیے رکنا پڑا، پانی نہیں تھا، آیت تیمّم نازل ہوئی، تو سیدنا اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا، فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ، إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا، وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةً .

''اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، اللہ کی قسم! آپ کی وجہ سے جب بھی کوئی پریشانی بنی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس سے نجات ضرور دی ہے اور اس میں مسلمانوں کے لیے برکت رکھی ہے۔''

(صحيح البخاري : 3773)

❁ جب سورت احزاب (۲۸، ۲۹) نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو اختیار دیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہنا پسند کریں یا دنیوی مال ومتاع کے ساتھ علیحدگی اختیار کر لیں، نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے یہ بات عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھی:

يَا عَائِشَةُ، إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَعْرِضَ عَلَيْكِ أَمْرًا أُحِبُّ أَنْ لَا تَعْجَلِي

فِيهِ حَتّٰى تَسْتَشِيرِي أَبَوَيْكِ، قَالَتْ : وَمَا هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَتَلَا عَلَيْهَا الْآيَةَ، قَالَتْ : أَفِيكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَسْتَشِيرُ أَبَوَيَّ؟ بَلْ أَخْتَارُ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ، وَالدَّارَ الْآخِرَةَ .

''عائشہ! میں آپ پر ایک معاملہ پیش کرنا چاہتا ہوں، میری خواہش ہے کہ آپ اس کا جواب دینے میں جلدی مت کیجئے گا، بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کر لیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عرض گزار ہوئیں: اللہ کے رسول! وہ کیا معاملہ ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت تلاوت کی۔ سیدہ نے کہا: اللہ کے رسول! کیا میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ میں تو اللہ، اس کے رسول اور جنت کو ترجیح دیتی ہوں۔''

(صحیح مسلم : 1478)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي، وَفِي نَوْبَتِي، وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي، وَجَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَ رِيقِي وَرِيقِهٖ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میرے گھر اور میری باری میں ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری گردن اور سینے کے درمیان تھا اور اللہ تعالیٰ نے (آخری لمحات میں) میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوک کو جمع کر دیا۔''

(صحيح البخاري : 3100)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما خوارج سے مخاطب ہوئے:

أَمَّا قَوْلُكُمْ قَاتَلَ وَلَمْ يَسْبِ، وَلَمْ يَغْنَمْ، أَفَتَسْبُونَ أُمَّكُمْ

عَائِشَةَ، تَسْتَحِلُّونَ مِنْهَا مَا تَسْتَحِلُّونَ مِنْ غَيْرِهَا وَهِيَ أُمُّكُمْ؟ فَإِنْ قُلْتُمْ : إِنَّا نَسْتَحِلُّ مِنْهَا مَا نَسْتَحِلُّ مِنْ غَيْرِهَا فَقَدْ كَفَرْتُمْ، وَإِنْ قُلْتُمْ : لَيْسَتْ بِأُمِّنَا فَقَدْ كَفَرْتُمْ : ﴿النَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ (الأحزاب : 6) فَأَنْتُمْ بَيْنَ ضَلَالَتَيْنِ، فَأْتُوا مِنْهَا بِمَخْرَجٍ .

''تمہارا یہ اعتراض کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قتال کیا، لیکن مد مقابل کو قیدی نہیں بنایا، ان کا مال نہیں لوٹا، تو اس سلسلے میں مَیں پوچھتا ہوں کہ اپنی ماں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو قید کرنا پسند کریں گے؟ ان کے بارے میں بھی ان امور کو حلال جانو گے، جو ان کے علاوہ دوسروں (لونڈیوں) کے لیے حلال جانتے ہو؟ حالانکہ وہ آپ کی ماں ہیں۔ اگر آپ یہ کہو: ان کے ساتھ وہ سب کچھ حلال ہے، جو لونڈیوں کے لئے حلال ہوتا ہے، تو آپ نے کفر کیا اور اگر یہ کہو کہ وہ ہماری ماں نہیں ہیں، تو بھی آپ کافر، اللہ کا ارشاد ہے: ﴿النَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾(الأحزاب :6) ''نبی مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور ان کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔'' آپ دو گمراہیوں کے درمیان پھنسے ہو، اس سے نکلنے کا راستہ آپ ہی بتائیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 342/1؛ سنن أبي داوٗد : 4037 مختصرًا؛ خصائص علي للنسائي : 190، واللفظ لهٗ، المعرفة والتاريخ للفسوي : 522/1؛ المعجم الكبير للطبراني : 312/10؛ المستدرك للحاكم : 150/2، وسنده حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ

نے ان کی موافقت کی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے تہمت لگائی، تو اللہ تعالیٰ آپ کی برأت نازل فرمائی۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

أَنْزَلَ اللّٰهُ بَرَائَتَكِ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ .

''اللہ نے آپ کی برأت سات آسمانوں کے اوپر سے نازل کی ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : ١/٢٧٦، ٣٤٩، الرّد على الجهمية للدّارمي، ص ٥٧، المستدرك على الصّحيحين للحاكم : ٨/٤، وسندهٗ حسنٌ)

اس روایت کو امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

نَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَاءِ .

''آپ کی برأت آسمانوں (کے اوپر) سے اُتری ہے۔''

(صحيح البخاري : ٤٧٥٣)

❀ امام مسروق رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

كَانَ إِذَا حَدَّثَ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَ : حَدَّثَتْنِي الصِّدِّيقَةُ ابْنَةُ الصِّدِّيقِ، الْبَرِيئَةُ الْمُبَرَّأَةُ كَذَا وَكَذَا .

''آپ رحمہ اللہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے، تو فرماتے: مجھے صدیقہ بنت صدیق اور پاک دامن، جنہیں الزام سے بری کر دی گیا، نے اس اس طرح حدیث بیان کی۔''

(طبقات ابن سعد : 51/8، تاريخ ابن أبي خيثمة : 4120، واللّفظ لهٗ، وسندهٗ صحيحٌ)

امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَتْ عَائِشَةُ، أَفْقَهَ النَّاسِ وَأَعْلَمَ النَّاسِ وَأَحْسَنَ النَّاسِ رَأْيًا فِي الْعَامَّةِ .

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سب سے بڑی فقیہہ، سب سے بڑی عالمہ اور عام لوگوں کے متعلق اچھی رائے رکھنے والی تھیں۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 6748، وسندهٗ حسنٌ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ سال تھی اور رخصتی نو سال کی عمر میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا عالمہ اور فقیہہ تھیں۔ بہت سے صحابہ اور تابعین نے آپ رضی اللہ عنہا سے کسب فیض کیا۔ صحابیات میں سب سے زیادہ احادیث روایت کرنے کا شرف بھی آپ رضی اللہ عنہا نے حاصل کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی وفات ستاون ہجری میں ہوئی۔ بقیع میں دفن ہوئیں۔

تنبیہ:

مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

تُقَاتِلِي عَلِيًّا وَأَنْتِ لَهٗ ظَالِمَةٌ؟

''کیا آپ علی سے قتال کریں گی، اس حال میں کہ آپ ظالم ہوں گی؟''

یہ جھوٹ ہے۔

علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

إِفْكٌ وَبَاطِلٌ لَا يَصِحُّ .

''یہ روایت بہتان اور باطل ہے، ثابت نہیں۔''

(شرح صحيح البخاري : 532/4)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا لَا يُعْرَفُ فِي شَيْءٍ مِّنْ كُتُبِ الْعِلْمِ الْمُعْتَمَدَةِ، وَلَا لَهٗ إِسْنَادٌ مَّعْرُوفٌ، وَهُوَ بِالْمَوْضُوعَاتِ الْمَكْذُوبَاتِ أَشْبَهُ مِنْهُ بِالْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ لَمْ أَجِدْ هٰذَا الْحَدِيثَ الْمَوْضُوعَ، بَلْ هُوَ كَذِبٌ قَطْعًا .

''یہ روایت کسی بھی معتمد علمی کتاب میں معروف نہیں، نہ اس کی سند معروف ہے، اس روایت کا موضوع ومکذوب ہونا ہی درست ہے، میں نے اس موضوع روایت کو (حدیث کی کسی کتاب میں) نہیں پایا، یہ تو قطعی طور پر جھوٹ ہے۔''

(مِنهاج السّنّة : 316/4)

۞ علامہ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ لَا يَصِحُّ .

''یہ روایت ثابت نہیں۔''

(التّوضيح لشرح الجامع الصّحيح : 41/11)

۞ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ .

''اس کی سند نہیں۔''

(عُمدة القاري : 134/9)

④ ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا:

❀ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے حفصہ کا ذکر کیا اور کہا کہ اگر آپ کا ارادہ ہو، تو حفصہ کا نکاح آپ سے کرا دوں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس پر غور کروں گا۔ پھر کئی راتیں گزر گئیں، تو عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ابھی میں نکاح نہ کرنا ہی مناسب خیال کرتا ہوں۔ پھر میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا: اگر آپ میری بیٹی حفصہ سے نکاح کرنا چاہیں، تو میں کر دیتا ہوں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا۔ مجھے ان پر عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ غصہ آیا، مگر چند راتیں ہی گزری تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کو پیغام نکاح بھیجا، تو میں نے ان کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ پھر مجھے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے اور انہوں نے کہا: شاید آپ مجھ سے ناراض ہیں، کیونکہ آپ نے حفصہ کا ذکر کیا تھا اور میں نے خاموشی اختیار کر لی اور کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ میں نے کہا: جی ہاں، مجھے دکھ تو ہوا تھا۔ تو انہوں نے فرمایا: دراصل مجھے آپ کی پیش کش قبول کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی، لیکن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش نہیں کر سکتا تھا۔ البتہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ارادہ ترک کر دیتے، تو میں انہیں ضرور قبول کر لیتا۔''

(صحيح البخاري: 4005)

⑤ اُم المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا:

سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا لقب اُم المساکین تھا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا بہت کم مدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں رہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی فوت ہوگئیں۔

٦ ام المومنین سیدہ ام سلمہ، ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا قریش کے قبیلہ مخزوم سے تعلق رکھتی تھیں۔ حبشہ اور مدینہ ہجرت کی۔ اپنی کنیت سے مشہور ہوئیں۔ آپ کے سابق شوہر سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام نکاح بھیجا۔ آپ کے عقد میں آئیں اور مومنوں کی ماں بن گئیں۔

آپ رضی اللہ عنہا نے جبریل علیہ السلام کو دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں دیکھا۔

(صحيح البخاري : 3634)

❁ سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جب آیت: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (الأحزاب : ٣٣) نازل ہوئی، تو اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ اور سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بلا کر ان پر چادر اوڑھ دی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پیچھے کھڑے تھے، تو انہیں بھی چادر میں داخل کر کے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا .

''اللہ! یہ (بھی) میرے اہل بیت ہیں، تو ان سے پلیدی دور رکھ اور انہیں پاک کر دے۔''

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے نبی! میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ فرمایا: آپ تو ان

میں شامل ہیں ہی! بلکہ آپ تو میرے بہترین اہل بیت ہیں۔''

(سنن التّرمذي : 3205، 3787، صحيحٌ لهٗ شواهد)

⑦ ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا:

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ تَقُولُ : إِنَّ اللّٰهَ أَنْكَحَنِي فِي السَّمَاءِ .

''ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کے اوپر کیا ہے۔''

(صحيح البخاري :7421)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ فِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَأَطْعَمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًا وَلَحْمًا، وَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلٰى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ تَقُولُ : إِنَّ اللّٰهَ أَنْكَحَنِي فِي السَّمَاءِ .

''پردے والی آیت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے متعلق نازل ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن (ولیمہ میں) گوشت اور روٹی کی دعوت کی۔ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا دوسری بیویوں پر فخر کرتے ہوئے کہا کرتی تھیں: اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح آسمان پر کیا ہے۔''

(صحيح البخاري :7421)

❁ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات سے فرمایا:

أَسْرَعُكُنَّ لَحَاقًا بِي أَطْوَلُكُنَّ يَدًا قَالَتْ : فَكُنَّ يَتَطَاوَلْنَ أَيَّتُهُنَّ أَطْوَلُ يَدًا، قَالَتْ : فَكَانَتْ أَطْوَلَنَا يَدًا زَيْنَبُ، لِأَنَّهَا كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَتَصَدَّقُ .

''آپ میں سے سب سے پہلے میرے ساتھ ملاقات اس کی ہوگی، جو آپ میں سب سے زیادہ لمبے ہاتھوں والی ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ازواج مطہرات اپنے ہاتھوں کو ماپنے لگیں کہ کس کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں؟ تو سب سے لمبے ہاتھ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے تھے، کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے کام کرتی تھیں اور (بکثرت) صدقہ کرتی تھیں۔''

(صحيح البخاري : 1420، صحيح مسلم : 2452، واللّفظ لهٗ)

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو خوشخبری سنا دی ہے کہ وہ جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہوں گی۔

❀ **سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے متعلق بیان فرماتی ہیں:**

هِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْهُنَّ فِي الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ أَرَ امْرَأَةً قَطُّ خَيْرًا فِي الدِّينِ مِنْ زَيْنَبَ، وَأَتْقٰى لِلّٰهِ وَأَصْدَقَ حَدِيثًا، وَأَوْصَلَ لِلرَّحِمِ، وَأَعْظَمَ صَدَقَةً، وَأَشَدَّ ابْتِذَالًا لِنَفْسِهَا فِي الْعَمَلِ الَّذِي تَصَدَّقُ بِهٖ، وَتَقَرَّبُ بِهٖ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى .

''ازواج مطہرات میں یہی تھیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مقام ومنزلت

میں میرا مقابلہ کرتی تھیں۔ میں نے زینب سے زیادہ دیندار، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی، سچ بولنے والی، صلہ رحمی کرنے والی، بکثرت صدقہ خیرات کرنے والی، صدقہ کرنے کے لیے خودکو کام کاج میں مصروف رکھنے والی اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب اختیار کرنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی۔''

(صحیح مسلم: 2442)

⑧ اُم المومنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کی مکاتبت ادا کی اور شادی کر لی۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنومصطلق کے قیدی حاصل کیے، تو سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا، ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ یا ان کے چچا زاد بھائی کے حصے میں آئیں، سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے ان سے اپنی مکاتبت (یعنی آزادی کی قیمت مقرر) کر لی، وہ بہت خوبصورت خاتون تھیں، جو بھی انہیں دیکھتا، آپ اس کے دل میں بس جاتیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی مکاتبت پر مدد لینے آئیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کی قسم! میں نے انہیں حجرے کے دروازے پر دیکھا، تو ناپسند کیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں وہ خوبی (حسن) دیکھیں گے، جو میں دیکھ رہی ہوں۔ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! میں حارث بن ابوضرار کی بیٹی جویریہ ہوں، جو اپنی قوم کے سردار ہیں، مجھ پر جو پریشانی آئی ہے، وہ آپ سے پوشیدہ نہیں، میں ثابت بن قیس یا ان کے چچا زاد بھائی کے حصے میں آئی ہوں اور میں نے ان سے مکاتبت کر لی

ہے، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی مکاتبت پر مدد لینے آئی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا آپ اس سے بہتر کی خواہش رکھتی ہے؟ انہوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! وہ (بہتر) کیا ہے؟ فرمایا: میں آپ کی کتابت کی رقم ادا کردوں گا اور آپ سے شادی کرلوں گا۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے یہ کام کردیا۔ لوگوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی ہے، لوگ کہنے لگے: یہ اللہ کے رسول ﷺ کے سسرال (بن گئے) ہیں، چنانچہ انہوں نے بنو مصطلق کے سب قیدی آزاد کردیے، جو ان کے قبضہ میں تھے، نبی کریم ﷺ کی سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی نے بنو مصطلق کے سو گھرانوں کو آزاد کرادیا، ہم نہیں جانتے کہ کوئی عورت اپنی قوم کے لیے ان سے زیادہ بابرکت ٹھہری ہو۔''

(مسند الإمام أحمد: 277/6، سنن أبي داوٗد: 3931، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۷۰۵) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۰۵۴، ۴۰۵۵) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (الدرایۃ: ۲/ ۲۹۴، ح: ۱۰۶۱) نے اس کی سند ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ جُوَيْرِيَةُ اسْمُهَا بَرَّةُ فَحَوَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَهَا جُوَيْرِيَةَ، وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُقَالَ: خَرَجَ مِنْ عِنْدَ بَرَّةَ.

''سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام ''برہ'' تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے تبدیل کرکے ان کا نام ''جویریہ'' رکھ دیا۔ آپ ﷺ کو یہ اچھا نہ لگتا تھا کہ کہا جائے: ''آپ ﷺ

برہ کے یہاں سے نکلے ہیں۔“

(صحیح مسلم : 2140)

⑨ اُم المومنین سیدہ اُم حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام رملہ یا ہند تھا، ام حبیبہ کنیت سے مشہور ہوئیں۔ آپ کی والدہ کا نام صفیہ بنت ابی العاص تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا امیر شام سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُموی بیوی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کو اہل بیت میں ہونے کا شرف نصیب ہوا۔

❀ سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

عِنْدِي أَحْسَنُ الْعَرَبِ وَأَجْمَلُهُ، أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ، أُزَوِّجُكَهَا، قَالَ : نَعَمْ .

”میرے پاس عرب کی حسین و جمیل ام حبیبہ بنت ابی سفیان ہے، میں آپ کی اس سے شادی کر دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی، کر دیں۔“

(صحیح مسلم :2501)

⑩ ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

آپ رضی اللہ عنہا عاقلہ، فاضلہ، حسب و جمال اور دیندار تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا لونڈی تھیں اور سیدنا دحیہ رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کو خرید لیا اور آزاد کر کے نکاح کر لیا، آپ کی آزادی کو ہی حق مہر بنایا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی وفات خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ میں ہوئی۔ آپ کی فضیلت و منقبت میں بے شمار احادیث ہیں۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وَقَعَتْ فِي سَهْمِ دِحْيَةَ جَارِيَةٌ جَمِيلَةٌ، فَاشْتَرَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعَةِ أَرْؤُسٍ، ثُمَّ دَفَعَهَا إِلٰى أُمِّ سُلَيْمٍ تُصَنِّعُهَا لَهُ وَتُهَيِّئُهَا ...... وَقَالَ النَّاسُ : لَا نَدْرِي أَتَزَوَّجَهَا، أَمِ اتَّخَذَهَا أُمَّ وَلَدٍ؟ قَالُوا : إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ امْرَأَتُهُ، وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ أُمُّ وَلَدٍ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَبَ حَجَبَهَا، فَقَعَدَتْ عَلٰى عَجُزِ الْبَعِيرِ، فَعَرَفُوا أَنَّهُ قَدْ تَزَوَّجَهَا .

''دحیہ رضی اللہ عنہ کے حصے میں نہایت خوبصورت لونڈی آئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے سات لونڈیوں کے عوض خرید لیا اور انہیں سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا، تا کہ ان کا بناؤ سنگھار کریں۔......لوگ کہنے لگے: معلوم نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن سے شادی کی ہے یا انہیں ام ولد بنایا ہے؟ لوگوں نے کہا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے پردے کا اہتمام کریں، تو وہ بیوی ہیں اور اگر پردے کا اہتمام نہ کریں، تو وہ ام ولد ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہونے لگے، تو انہیں پردہ کروایا اور وہ اونٹ پر سوار ہو گئیں۔لوگوں نے جان لیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بیوی بنایا ہے۔''

(صحیح مسلم : 1365)

⑪ اُم المومنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا سے حرم مکہ میں نکاح کیا۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

تَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

''رسول اللہ ﷺ نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے حرم مکہ میں نکاح کیا۔''

(صحیح مسلم : 1410)

تنبیہ:

سوال: آیت ﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ کا مفہوم کیا ہے؟

جواب: اس آیت کا ترجمہ یہ ہے: ''اگر تم دونوں (عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما) اللہ کی طرف رجوع کرلو، (تو بہت اچھا ہے۔) تم دونوں کے دل مائل ہو چکے ہیں۔''

اس اور اس سے پہلی آیات میں شہد والے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے خود پر شہد منع کرلیا، جس کا سبب یہ ہوا کہ سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما نے باہم مشورہ کیا کہ نبی کریم ﷺ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں جاتے ہیں اور وہاں شہد پیتے ہیں۔ اگر ہم میں سے کسی کے پاس تشریف لائیں گے، تو آپ ﷺ سے کہیں گے کہ آپ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے۔ دونوں نے ایسا ہی کیا، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے تو شہد پیا ہے، آج کے بعد نہیں پیوں گا۔

یاد رہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا مقصد نبی کریم ﷺ کو تکلیف دینا نہ تھا، بلکہ مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ زینب رضی اللہ عنہا کے بجائے ہمارے پاس وقت گزارا کریں، جیسے سوتنوں کی کوشش ہوتی ہے۔ دونوں کا ارادہ اچھا تھا، مگر طریقہ درست نہ تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان دونوں کو توبہ کرنی چاہیے، کیونکہ ان کے دل مائل ہو چکے ہیں۔ یعنی انہیں جو مقام و منزلت حاصل ہے، اس سے مائل ہو چکی ہیں۔ دونوں ازواج نے یقیناً توبہ کر لی تھی، کیونکہ ان کے مقام و مرتبے کو یہی لائق ہے۔

یہاں ﴿صَغَتْ﴾ کا معنی مائل ہونا ہے، مفسرین نے یہی کہا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی یہی معنی ذکر کیا ہے۔ (صحیح بخاری، قبل حدیث: ۴۹۱۵)

اس کا یہ معنی کرنا کہ نعوذ باللہ ان دونوں کے دل ٹیڑھے ہو چکے تھے اور کفر کی طرف مائل ہو چکے تھے، نبی کریم ﷺ کی گستاخی ہے۔ کیونکہ اس واقعہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنے عقد میں رکھا، جبکہ مرتد ہونے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے، اسے اپنے عقد میں رکھنا اور اس سے تعلق رکھنا کسی مؤمن کو جائز نہیں، چہ جائیکہ نبی کریم ﷺ کے متعلق ایسا سوچا بھی جائے۔ لہٰذا جو لوگ اس آیت کا معنی کفر کی طرف مائل ہونا کرتے ہیں، انہیں اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔

تنبیہ:

بعض روافض کا کہنا ہے کہ (نعوذ باللہ) نبی کریم ﷺ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ نے زہر کھلا کر شہید کیا تھا، اس حوالہ سے وہ ایک حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَدَدْنَاهُ فِي مَرَضِهِ فَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ لَّا تَلُدُّونِي فَقُلْنَا : كَرَاهِيَةَ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ، فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ : أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ تَلُدُّونِي، قُلْنَا : كَرَاهِيَةَ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ، فَقَالَ : لَا يَبْقٰى أَحَدٌ فِى الْبَيْتِ إِلَّا لُدَّ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ.

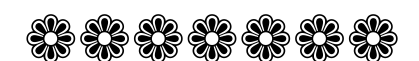
''ہم نے نبی کریم ﷺ کو مرض وفات میں دوائی پلائی، آپ ﷺ نے اشارہ سے فرمایا کہ مجھے دوائی مت پلائیں، ہم نے سمجھا: شاید ہر مریض کی طرح

(آپ ﷺ بھی) دوائی پینا ناپسند کر رہے ہیں، پھر جب نبی کریم ﷺ کی طبیعت بہتر ہوئی، تو فرمایا: میں نے آپ لوگوں کو منع نہیں کیا تھا کہ مجھے دوائی نہ پلائیں، ہم نے کہا: (اس لیے پلائی کہ ہم سمجھے) آپ بھی ہر مریض کی طرح دوائی کو ناپسند کر رہے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے گھر کے تمام افراد کو دوائی پلائی جائے، سوائے عباس کے، کیونکہ وہ (دوائی پلانے کے وقت) موجود نہیں تھے۔''

(مسند الإمام أحمد : 118/6، صحيح البخاري : 4458، صحيح مسلم : 2213)

اس حدیث میں زہر کا ذکر کہیں نہیں۔ نبی کریم ﷺ کے گھر والوں نے دوائی پلائی۔ روافض کہتے ہیں کہ اس دوائی میں زہر ملایا گیا تھا، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دوائی سب کو پلائی جائے۔

یہ دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ اور اتہام ہے۔ دراصل نبی کریم ﷺ نے جب گھر والوں کو اشارہ سے منع کیا کہ دوائی نہ پلائیں، تو وہ سمجھے کہ نبی کریم ﷺ مریض ہیں اور مریض دوائی پینا پسند نہیں کرتا، اس لیے انہوں نے دوا پلا دی۔ طبیعت بہتر ہوئی، تو نبی کریم ﷺ نے گھر والوں سے پوچھا، تو انہوں نے عذر پیش کیا، مگر نبی کریم ﷺ ان کی سرزنش کی اور سب کو دوائی پلانے کا حکم دیا۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ چونکہ دوائی پلانے کے وقت موجود نہیں تھے اور جب سرزنش کی جا رہی تھی، اس وقت حاضر تھے، تو انہیں نبی کریم ﷺ نے مستثنیٰ کر دیا۔



سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے تہمت لگائی، اللہ تعالیٰ نے آپ کی برأت قرآن کریم میں نازل فرمائی۔

❁ تابعی کبیر، مسروق رحمہ اللہ (۶۲ھ) کے بارے میں ہے:

كَانَ إِذَا حَدَّثَ عَنْ عَائِشَةَ؛ قَالَ : حَدَّثَتْنِي الصِّدِّيقَةُ ابْنَةُ الصِّدِّيقِ، الْبَرِيئَةُ الْمُبَرَّأَةُ كَذَا وَكَذَا .

''آپ رحمہ اللہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے، تو فرماتے: مجھے صدیقہ بنت صدیق اور پاک دامن، جنہیں الزام سے بری کر دیا گیا، نے اس اس طرح حدیث بیان کی۔''

(طبقات ابن سعد : 51/8، تاريخ ابن أبي خيثمة : 4120، وسندهٔ صحيحٌ)

❁ امام ابن شاہین رحمہ اللہ (۳۸۵ھ) فرماتے ہیں:

نَزَلَ الْقُرْآنُ بِبَرَاءَتِهَا سِتَّ عَشْرَةَ آيَةً مُتَوَالِيَةً .

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں لگاتار سولہ آیات نازل ہوئیں۔''

(شرح مَذاهب أهل السّنّة، تحت الرقم : 190)

❁ ابو منصور معمر بن احمد اصبہانی رحمہ اللہ (۴۱۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ عَائِشَةَ الصِّدِّيقَةَ بِنْتَ الصِّدِّيقِ حَبِيبَةُ حَبِيبِ اللّٰهِ مُبَرَّأَةٌ مِنْ كُلِّ دَنَسٍ، طَاهِرَةٌ مِنْ كُلِّ رِيبَةٍ، فَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا .

''عائشہ صدیقہ بنت صدیق، حبیب خدا ﷺ کی حبیبہ ہیں، ہر قسم کے عیب سے بری ہیں اور ہر الزام سے پاک ہیں، رضی اللہ عنہا۔''

(الحُجّة في بيان المَحَجَّة لقوّام السنة :248/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ (۴۳۰ھ) فرماتے ہیں:

الصِّدِّيقَةُ بِنْتُ الصِّدِّيقِ الْعَتِيقَةُ بِنْتُ الْعَتِيقِ حَبِيبَةُ الْحَبِيبِ وَأَلِيفَةُ الْقَرِيبِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ مُحَمَّدٍ الْخَطِيبِ الْمُبَرَّأَةُ مِنَ الْعُيوبِ الْمُعَرَّاةُ مِنَ ارْتِيَابِ الْقُلُوبِ لِرُؤْيَتِهَا جِبْرِيلَ رَسُولَ عَلَّامِ الْغُيوبِ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا .

''صدیقہ بنت صدیق، عتیقہ بنت عتیق، حبیب خدا کی حبیبہ، سید المرسلین محمد کریم ﷺ کے دل کے قریب، عیوب سے پاک، دل میں پیدا ہونے والے تمام شکوک وشبہات سے بری، جن کی تصویر جبریل علیہ السلام نے اللہ علام الغیوب کے رسول ﷺ کو دکھائی تھی۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔''

(حلية الأولياء : 43/2)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

أَنْزَلَ اللّٰهُ بَرَائَتَكِ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ .

''اللہ نے آپ کی برأت سات آسمانوں کے اوپر سے نازل کی ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 276/1، 349، الرّد على الجهمية للدّارمي، ص 57، المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 8/4، وسندهٗ حسنٌ)

اس روایت کو امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی

موافقت کی ہے۔

❀ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

نَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَاءِ .

''آپ کی برأت آسمانوں (کے اوپر) سے اُتری ہے۔''

(صحيح البخاري : 4753)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَائِشَةَ زَوْجَةً لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا وَهِيَ طَيِّبَةٌ، لِأَنَّهُ أَطْيَبُ مِنْ كُلِّ طَيِّبٍ مِنَ الْبَشَرِ، وَلَوْ كَانَتْ خَبِيثَةً لَّمَا صَلَحَتْ لَهُ، لَا شَرْعًا وَلَا قَدَرًا، وَلِهٰذَا قَال : ﴿أُولٰئِكَ مُبَرَّؤُونَ مِمَّا يَقُولُونَ﴾ أَيْ هُمْ بُعَدَآءُ عَمَّا يَقُولُهُ أَهْلُ الْإِفْكِ وَالْعُدْوَانِ .

''اللہ تعالیٰ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی اسی لیے بنایا کہ وہ پاکدامن تھیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں میں زیادہ پاکدامن ہیں۔ سیدہ ناپاک ہوتیں، تو شرعی طور پر آپ کی زوجہ ہوتیں، نہ آپ کے شایانِ شاں ہی ہوتیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿أُولٰئِكَ مُبَرَّؤُونَ مِمَّا يَقُولُونَ﴾ ''لوگوں کے الزامات سے یہ ہستیاں بری ہیں۔'' یعنی یہ اہل افک اور دشمنوں کی باتوں سے کوسوں دور ہیں۔''

(تفسير ابن كثير : 35/6)

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾(النّور : ٢٣)

''جولوگ پاک دامن، بھولی بھالی مومن خواتین پرتہمت لگاتے ہیں، وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں، نیز ان کے لیے بہت بڑا عذاب تیار ہے۔''

❁ عالم اہل بیت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

نَزَلَتْ فِي عَائِشَةَ خَاصَّةً .

''یہ آیت خاص سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : 2556/8، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ بَيَّنَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ إِنَّمَا نَزَلَتْ فِيمَنْ يَقْذِفُ عَائِشَةَ وَأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ لِمَا فِي قَذْفِهِنَّ مِنَ الطَّعْنِ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَيْبِهٖ فَإِنَّ قَذْفَ الْمَرْأَةِ أَذًى لِزَوْجِهَا كَمَا هُوَ أَذًى لِابْنِهَا لِأَنَّهٗ نِسْبَةٌ لَهٗ إِلَى الدِّيَاثَةِ وَإِظْهَارٌ لِفَسَادِ فِرَاشِهٖ فَإِنَّ زِنَاءَ امْرَأَتِهٖ يُؤْذِيهِ أَذًى عَظِيمًا، وَلَعَلَّ مَا يَلْحَقُ بَعْضَ النَّاسِ مِنَ الْعَارِ وَالْخِزْيِ بِقَذْفِ أَهْلِهٖ أَعْظَمُ مِمَّا يَلْحَقُهٗ لَوْ كَانَ هُوَ الْمَقْذُوفُ .

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے واضح کر دیا ہے کہ یہ آیت (النور:۲۳) سیدہ عائشہ اور دوسری امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن پر تہمت لگانے والوں کے بارے میں

نازل ہوئی ہے، کیوں کہ یہ درحقیقت رسول اللہ ﷺ پر طعن ہے۔ بیوی پر تہمت شوہر کے لیے تکلیف دہ ہوتی ہے، جیسا کہ بیٹے کے لیے ہوتی ہے، کیونکہ یہ اس کے گھٹیا پن اور بدنسل ہونے کی دلیل ہے۔ بیوی زنا کی مرتکب ہو، تو خاوند کے لیے رسوائی ہے۔ عین ممکن ہے کہ خود آدمی پر تہمت لگے، تو اسے اتنی رسوائی نہ ہو، جتنی اس کی بیوی پر تہمت لگنے سے ہوتی ہے۔''

(الصّارم المَسلول على شاتِم الرَّسول : 45/1)

❁ عباسی علما کا اجماعی عقیدہ ہے:

مَنْ سَبَّ سَيِّدَتَنَا عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَلَا حَظَّ لَهٗ فِي الْإِسْلَامِ .

''جس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو برا بھلا کہا، اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔''

(المُنْتَظَم في تاريخ المُلُوك والأمَم لابن الجَوزي : 281/15، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ ابواسحاق شیرازی رحمہ اللہ (۴۷۶ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى عُمُومِ آيَةِ الْقَذْفِ وَإِنْ كَانَتْ نَزَلَتْ فِي شَأْنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا خَاصَّةً .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ تہمت والی آیت عام ہے، گو کہ خصوصی طور پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ہی نازل ہوئی ہے۔''

(التّبصرة في أصول الفقه، ص 146)

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿يَعِظُكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهٖ أَبَدًا﴾ يَعْنِي فِي عَائِشَةَ، لِأَنَّ مِثْلَهٗ لَا يَكُونُ إِلَّا نَظِيرَ الْقَوْلِ فِي الْمَقُولِ عَنْهُ

بِعَيْنِهِ، أَوْ فِيمَنْ كَانَ فِي مَرْتَبَتِهِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِمَا فِي ذٰلِكَ مِنْ أَذَائِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عِرْضِهِ وَأَهْلِهِ، وَذٰلِكَ كُفْرٌ مِنْ فَاعِلِهِ.

''اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿يَعِظُكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا﴾ (النّور: ١٧) سے مراد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، کیوں کہ مثلیت تب ہی ہوگی جب کسی کے بارے میں اسی طرح کی بات کی گئی ہو یا وہ ازواج مطہرات کے ہم پلہ ہو۔ کیونکہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت و ناموس اور اہل بیت کے حوالے سے ایذا و تکلیف ہوتی ہے اور یہ کفریہ حرکت ہے۔''

(تفسير القرطبي: 205/12)

❁ قاضی ابو یعلی حنبلی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ قَذَفَ عَائِشَةَ بِمَا بَرَّأَهَا اللّٰهُ مِنْهُ كَفَرَ بِلَا خِلَافٍ.

''جس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر وہی تہمت لگائی، جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری کر دیا ہے، تو اس کے کافر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(الصّارم المَسلول لابن تيمية، ص 566)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ حَكَى الْإِجْمَاعَ عَلٰى هٰذَا غَيْرُ وَاحِدٍ وَصَرَّحَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ بِهٰذَا الْحُكْمِ.

''اس پر کئی اہل علم نے اجماع نقل کیا ہے اور بے شمار ائمہ نے اس حکم کی صراحت بھی کی ہے۔''

(الصَّارم المَسلول على شاتِم الرّسول، ص 566)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، مَنْ يَّعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي عَنْهُ أَذَاهُ فِي أَهْلِي، وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا، وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، وَمَا يَدْخُلُ عَلٰى أَهْلِي إِلَّا مَعِي، قَالَتْ : فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ أَخُو بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، فَقَالَ : أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَعْذِرُكَ، فَإِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهٗ، وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ .

''مسلمانوں کی جماعت! اس شخص (عبداللہ بن اُبی ابن سلول) کے خلاف میری مدد کون کرے گا؟ جس نے مجھے میری اہلیہ کے متعلق تکلیف پہنچائی ہے، اللہ کی قسم! میں اپنی بیوی کے متعلق بھلائی کے علاوہ کچھ نہیں جانتا۔ ان لوگوں نے ایک ایسے شخص (صفوان رضی اللہ عنہ) کا نام ذکر کیا ہے، جس کے بارے میں بھی میں نے سوائے بھلائی کے کچھ نہیں دیکھا۔ وہ جب بھی میرے گھر آیا، تو میرے معیت میں ہی آیا ہے۔ تو سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، یہ بنوعبد الاشہل قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے، انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! میں آپ کی مدد کروں گا۔ اگر تو (تہمت لگانے والا) وہ شخص قبیلہ اوس سے ہے، تو میں اس کی گردن قلم کر دوں گا اور اگر وہ ہمارے خزرجی بھائیوں کے قبیلہ سے ہوا، تو اس کے متعلق آپ جو حکم فرمائیں گے، ہم بجالائیں گے۔''

(صحيح البخاري: 4141، صحيح مسلم: 2770)

۞ علامہ فخر رازی رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِفْكُ أَبْلَغُ مَا يَكُونُ مِنَ الْكَذِبِ وَالْاِفْتِرَاءِ ...... وَأَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ مَا أُفِكَ بِهٖ عَلٰى عَائِشَةَ، وَإِنَّمَا وَصَفَ اللّٰه تَعَالٰى ذٰلِكَ الْكَذِبَ بِكَوْنِهٖ إِفْكًا لِأَنَّ الْمَعْرُوفَ مِنْ حَالِ عَائِشَةَ خِلَافُ ذٰلِكَ لِوُجُوهٍ؛ أَحَدُهَا : أَنَّ كَوْنَهَا زَوْجَةً لِلرَّسُولِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَعْصُومِ يَمْنَعُ مِنْ ذٰلِكَ .

''افک جھوٹ اور افترا سے زیادہ بڑا لفظ ہے۔......مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اس سے مراد وہ تہمت ہے، جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگائی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس جھوٹ پر ''افک'' کا لفظ استعمال کیا۔ کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کئی لحاظ سے اس (الزام و تہمت) کے برعکس تھی، جن میں سے ایک یہ کہ سیدہ رضی اللہ عنہا معصوم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں، جو کہ ایسی غلطی سے مانع ہے۔''

(تفسير الرازي: 337/23)

۞ علامہ ابن جزی غرناطی رحمہ اللہ (۷۴۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْخَيْرُ فِي ذٰلِكَ مِنْ خَمْسَةِ أَوْجُهٍ؛ تَبْرِئَةُ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، وَكَرَامَةُ اللّٰهِ لَهَا بِإِنْزَالِ الْوَحْيِ فِي شَأْنِهَا، وَالْأَجْرُ الْجَزِيلُ لَهَا فِي الْفِرْيَةِ عَلَيْهَا، وَمَوْعِظَةُ الْمُؤْمِنِينَ، وَالْاِنْتِقَامُ مِنَ الْمُفْتَرِينَ .

''واقعہ افک میں پانچ اعتبار سے خیر تھی؛ ① ام المومنین کی برأت کر دی گئی، ② اللہ تعالیٰ نے سیدہ کی شان میں وحی نازل کر کے ان کی عزم افزائی فرمائی،

③اس جھوٹے الزام پر (صبر کرنے سے) سیدہ کو بہت بڑا اجر ملا، ④مومنوں کو وعظ ونصیحت کی گئی ⑤جھوٹے الزام لگانے والوں سے انتقام لیا گیا۔''

(تفسير ابن جزي: 63/2)

✿ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

هِيَ رِدَّةٌ تَامَّةٌ، وَتَكْذِيبٌ لِلّٰهِ تَعَالٰى فِي قَطْعِهِ بِبَرَاءَتِهَا .

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانا مکمل ارتداد ہے اور اللہ تعالیٰ کو سیدہ کی قطعی برأت کرنے میں جھٹلانا ہے۔''

(المحلّى بالآثار: 440/12)

✿ علامہ عبدالخالق بن عیسیٰ ہاشمی حنبلی رحمہ اللہ (۴۷۰ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ رَمٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِمَا بَرَّأَهَا اللّٰهُ مِنْهُ فَقَدْ مَرَقَ مِنَ الدِّينِ وَلَمْ يَنْعَقِدْ لَهٗ نِكَاحٌ عَلٰى مُسْلِمَةٍ إِلَّا أَنْ يَّتُوبَ وَيُظْهِرَ تَوْبَتَهٗ .

''جس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر وہ الزام لگایا، جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری کر دیا ہے، تو وہ دین سے نکل گیا (کافر ہو گیا)۔ اس کا مسلمان خاتون سے نکاح منعقد نہ ہوگا، الا کہ وہ اعلانیہ توبہ کر لے۔''

(الصّارم المَسلول لابن تيمية، ص 568)

✿ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ أَهْلَ الْإِفْكِ رَمَوْا عَائِشَةَ الْمُطَهَّرَةَ بِالْفَاحِشَةِ، فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ، فَكُلُّ مَنْ سَبَّهَا بِمَا بَرَّأَهَا اللّٰهُ مِنْهُ فَهُوَ مُكَذِّبٌ لِلّٰهِ، وَمَنْ

كَذَّبَ اللّٰهَ فَهُوَ كَافِرٌ .

''اہل افک نے پاکدامن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر برائی کی تہمت لگائی، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بری کر دیا۔ لہٰذا جس نے بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر وہ الزام لگایا، جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری کر دیا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کو جھٹلانے والا ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کو جھٹلایا، وہ کافر ہے۔''

(أحكام القرآن : 366/3)

❁ حافظ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ قَذَفَهَا بِمَا بَرَّأَهَا اللّٰهُ مِنْهُ فَقَدْ كَفَرَ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ .

''جس نے سیدہ پر وہ تہمت لگائی، جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری کر دیا ہے، تو اس نے اللہ عظیم کے ساتھ کفر کیا۔'' (لمعة الاعتقاد، ص 40)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

بَرَاءَةُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِنَ الْإِفْكِ وَهِيَ بَرَاءَةٌ قَطْعِيَّةٌ بِنَصِّ الْقُرْآنِ الْعَزِيزِ فَلَوْ تَشَكَّكَ فِيهَا إِنْسَانٌ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ صَارَ كَافِرًا مُرْتَدًّا بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ .

''واقعہ افک میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت ہو چکی ہے، یہ برأت قطعی ہے، جس پر قرآنی نص ہے، لہٰذا اللہ معاف کرے! جس انسان نے اس میں شک کیا، تو اس کے کافر اور مرتد ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(شرح النّووي : 117/17)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

إِيَّاكَ يَا رَافِضِيُّ أَنْ تُلَوِّحَ بِقَذْفِ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْدَ نُزُوْلِ النَّصِّ فِي بَرَاءَ تِهَا، فَتَجِبُ لَكَ النَّارُ .

''رافضی! ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے سے باز آ جاؤ، بعد اس کے کہ ان کی برأت پر نص آ چکی ہے، ورنہ تجھ پر جہنم واجب ہو جائے گی۔''

(سِيَر أعلام النُّبلاء :188/1)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى كُفْرِ قَاذِفِهَا .

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والے کے کفر پر امت کا اتفاق ہے۔''

(زاد المَعاد في هَدي خير العِباد :103/1)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ قَاطِبَةً عَلٰى أَنَّ مَنْ سَبَّهَا بَعْدَ هٰذَا وَرَمَاهَا بِمَا رَمَاهَا بِهٖ بَعْدَ هٰذَا الَّذِي ذُكِرَ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ، فَإِنَّهٗ كَافِرٌ، لِأَنَّهٗ مُعَانِدٌ لِّلْقُرْآنِ .

''تمام علمائے کرام کا اس شخص کے کافر ہونے پر اجماع ہے، جو برأت کے بعد بھی آپ رضی اللہ عنہا کو برا بھلا کہے اور اسی تہمت کے ساتھ متہم کرے، جس کے بعد یہ آیات نازل ہوئیں، کیوں کہ وہ قرآن مجید کا واضح دشمن ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 31/6-32)

❀ علامہ زرکشی رحمہ اللہ (۷۹۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مَنْ قَذَفَهَا فَقَدْ كَفَرَ لِتَصْرِيْحِ الْقُرْآنِ الْكَرِيْمِ بِبَرَاءَ تِهَا .

''جس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی، وہ کافر ہے، کیونکہ قرآن کریم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت صراحت کے ساتھ ہو چکی ہے۔''

(الإجابة لإيراد ما اسْتَدْرَكَتْهُ عائشةُ على الصّحابة، ص 52)

حافظ عراقی رحمہ اللہ (٨٠٦ھ) فرماتے ہیں:

صَارَتْ بَرَاءَةُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِنَ الْإِفْكِ بَرَاءَةً قَطْعِيَّةً بِنَصِّ الْقُرْآنِ فَلَوْ شَكَّ فِيهَا إِنْسَانٌ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى صَارَ كَافِرًا مُرْتَدًّا بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ .

''واقعہ افک میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت ہو چکی ہے، یہ برأت قطعی ہے، جس پر قرآنی نص ہے، لہٰذا اللہ معاف کرے! جس انسان نے اس میں شک کیا، تو اس کے کافر اور مرتد ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(طرح التّثريب : 69/8، عمدة القاري للعيني : 235/13)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (٨٥٢ھ) فرماتے ہیں:

...... وَتَحْرِيمُ الشَّكِّ فِي بَرَاءَةِ عَائِشَةَ .

''(یہ حدیث دلیل ہے کہ) عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں شک کرنا حرام ہے۔''

(فتح الباري : 481/8)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (٩١١ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاؤُوا بِالْإِفْكِ﴾ نَزَلَتْ فِي بَرَاءَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيمَا قُذِفَتْ بِهٖ ...... قَالَ الْعُلَمَاءُ : قَذْفُ عَائِشَةَ كُفْرٌ لِأَنَّ اللّٰهَ سَبَّحَ نَفْسَهٗ عِنْدَ ذِكْرِهٖ، فَقَالَ :

﴿سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ﴾ كَمَا سَبَّحَ نَفْسَهٗ عِنْدَ ذِكْرِ مَا وَصَفَهٗ بِهِ الْمُشْرِكُونَ مِنَ الزَّوْجَةِ وَالْوَلَدِ .

''آیت مبارکہ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاؤُوا بِالْإِفْكِ﴾ ''جو لوگ بہت بڑا بہتان باندھ لائے ہیں......'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگائی گئی تہمت کی برأت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔...... اہل علم کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانا کفر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس تہمت کا ذکر کرتے وقت اپنی تسبیح بیان کی ہے، فرمایا: ﴿سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ﴾ ''اللہ پاک ہے، یہ بہت بڑا بہتان ہے۔'' جب مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے بیوی اور اولاد کا اثبات کیا، تو اس کو ذکر کرتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی تسبیح و تقدیس بیان کی۔''

(الإكليل، ص 190)

۞ علامہ بحرق شافعی رحمہ اللہ (۹۳۰ھ) فرماتے ہیں:

حَدِيثُ الْإِفْكِ فِي بَرَاءَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَمَّا قُذِفَتْ بِهٖ، فَهِيَ بَرَاءَةٌ قَطْعِيَّةٌ بِنَصِّ الْقُرْآنِ، حَتّٰى إِنَّ مَنْ يُشَكِّكُ فِي بَرَاءَتِهَا فَهُوَ كَافِرٌ بِالْإِجْمَاعِ .

''حدیث افک، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگائی گئی تہمت کی برأت کے بارے میں ہے۔ یہ برأت قطعی ہے اور اس پر قرآن نص ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں شک کرے، وہ بالاجماع کافر ہے۔''

(حدائق الأنوار، ص 305)

۞ علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (۹۷۰ھ) فرماتے ہیں:

...... بِقَذْفِهٖ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا .

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔''

(البحر الرّائق : 131/5 ، مَجمع الأنهر لشيخي زاده : 692/1)

❀ **علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) لکھتے ہیں:**

إِنَّ مَنْ نَسَبَ عَائِشَةَ إِلَى الزِّنَا كَانَ كَافِرًا وَهُوَ مَا صَرَّحَ بِهٖ أَئِمَّتُنَا وَغَيْرُهُمْ لِأَنَّ فِي ذٰلِكَ تَكْذِيبُ النُّصُوصِ الْقُرْآنِيَّةِ وَمُكَذِّبُهَا كَافِرٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ وَبِهٖ يُعْلَمُ الْقَطْعُ بِكُفْرِ كَثِيرِينَ مِنْ غُلَاةِ الرَّوَافِضِ لِأَنَّهُمْ يَنْسِبُونَهَا إِلٰى ذٰلِكَ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ .

''جس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو زنا سے منسوب کیا، وہ کافر ہے، ہمارے ائمہ اور دیگر اہل علم نے اس بات کی صراحت کی ہے، کیونکہ اس سے قرآنی نصوص کی تکذیب لازم آتی ہے اور نصوص کی تکذیب کرنے والے کے کفر پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اس سے یہ بات بھی قطعی طور پر معلوم ہوئی کہ بہت سے غالی روافض کافر ہیں، کیونکہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو زنا سے منسوب کرتے ہیں۔ اللہ انہیں ہلاک کرے، یہ کہاں بھٹکے ہوئے ہیں!''

(الصّواعق المُحرقة : 193/1)

❀ **علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:**

لَوْ كَانَ يَقْذِفُ السَّيِّدَةَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَلَا شَكَّ فِي كُفْرِهٖ .

''اگر کوئی عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتا ہے، تو اس کے کفر میں کوئی شک نہیں۔''

(فتاویٰ شامی: 4/70)

﴿ نیز فرماتے ہیں:

لَا شَكَّ فِي تَكْفِيرِ مَنْ قَذَفَ السَّيِّدَةَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا.

''اس شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں، جو عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتا ہے۔''

(فتاویٰ شامی: 4/237)

﴿ علمائے احناف کا متفقہ فتویٰ ہے:

لَوْ قَذَفَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالٰى عَنْهَا بِالزِّنَا كَفَرَ بِاللّٰهِ.

''جس نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر زنا کا الزام لگایا، اس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا۔''

(فتاویٰ عالمگیری: 2/264)

﴿ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ (١٢٠٦ھ) فرماتے ہیں:

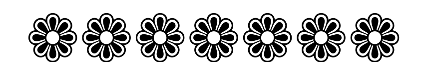
مَنْ يَّقْذِفُ الطَّاهِرَةَ الطَّيِّبَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ زَوْجَةَ رَسُولِ رِبِّ الْعَالَمِينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ كَمَا صَحَّ ذٰلِكَ عَنْهُ فَهُوَ مِنْ ضَرْبِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيِّ ابْنِ سَلُولٍ رَأْسِ الْمُنَافِقِينَ، وَلِسَانُ حَالِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، مَنْ يَّعْذِرُنِي فِيمَنْ آذَانِي فِي أَهْلِي، ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا، وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَّإِثْمًا مُّبِينًا﴾،

فَأَيْنَ أَنْصَارُ دِينِهِ لِيَقُولُوا : نَحْنُ نَعْذُرُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟

''دنیا وآخرت میں رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ طیبہ زوجہ پر تہمت لگانے والا منافقین کے سردار عبد اللہ بن اُبی کی نسل سے ہے اور رسول اللہ ﷺ زبان حال سے فرما رہے ہیں: مسلمانو! مجھے میری بیوی کے متعلق ایذا دینے والے کے خلاف میری مدد کون کرے گا؟ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا، وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَّإِثْمًا مُّبِينًا﴾(الأحزاب : ٥٧_٥٨)

''اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچانے والے دنیا وآخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لیے رسوا کن عذاب تیار ہے اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو ناحق ایذا پہنچاتے ہیں، وہ بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔'' اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار کہاں گئے؟ جو یہ کہیں: اللہ کے رسول! ہم آپ کا دفاع کریں گے۔''(رسالة في الرّدّ على الرّافضة ص 25-26)

تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی ازواج مطہرات پاک دامن تھیں۔ وہ کسی سے برائی کا ارادہ نہیں کر سکتیں۔ زلیخا نامی عورت کا سیدنا یوسف علیہ السلام سے نکاح ثابت نہیں، اس بارے میں محمد بن اسحاق کا قول بے دلیل ہے۔



سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر کتوں کا بھونکنا

مقامِ حوأب پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر کتوں کے بھونکنے والی روایت کیسی ہے؟

یہ روایت دو صحابہ سے مروی ہے، دونوں روایتیں ہی منکر (ضعیف) ہیں۔ علل حدیث کے ماہر ائمہ کی یہی تحقیق ہے۔

① حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا:

❀ قیس بن ابوحازم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا أَقْبَلَتْ عَائِشَةُ، بَلَغَتْ مِيَاهَ بَنِي عَامِرٍ لَيْلًا؛ نَبَحَتِ الْكِلَابُ، قَالَتْ : أَيُّ مَاءٍ هٰذَا ؟ قَالُوا : مَاءُ الْحَوْأَبِ، قَالَتْ : مَا أَظُنُّنِي إِلَّا أَنِّي رَاجِعَةٌ، فَقَالَ بَعْضُ مَنْ كَانَ مَعَهَا : بَلْ تَقْدَمِينَ، فَيَرَاكِ الْمُسْلِمُونَ، فَيُصْلِحُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ذَاتَ بَيْنِهِمْ، قَالَتْ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا ذَاتَ يَوْمٍ : «كَيْفَ بِإِحْدَاكُنَّ، تَنْبَحُ عَلَيْهَا كِلَابُ الْحَوْأَبِ؟» .

''جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور رات کے وقت بنو عامر کے پانی پر پہنچیں، تو ان پر کتے بھونکنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے استفسار فرمایا: یہ کون سا پانی ہے؟ بتایا گیا: یہ حوأب کا کنواں ہے۔ فرمایا: میرے خیال میں مجھے یہیں سے واپس جانا چاہیے۔ آپ کے ساتھ لوگوں میں سے ایک نے عرض کیا: نہیں،

آپ آگے تشریف لائیں تا کہ مسلمان آپ کو دیکھ لیں اور اللہ تعالیٰ ان کے مابین صلح کرا دے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (ازواجِ مطہرات کو) فرمایا تھا: تم میں سے کسی ایک کا کیا حال ہوگا، جب اس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے!''

(مسند الإمام أحمد : 52/6، المستدرك على الصحيحين للحاكم : 120/3، دلائل النبوّة للبيهقي : 6/410-411)

❁ یہ الفاظ بھی ہیں:

إِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ : لَمَّا أَتَتْ عَلَى الْحَوْأَبِ سَمِعَتْ نُبَاحَ الْكِلَابِ، فَقَالَتْ : مَا أَظُنُّنِي إِلَّا رَاجِعَةً، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا : «أَيَّتُكُنَّ تَنْبَحُ عَلَيْهَا كِلَابُ الْحَوْأَبِ؟»، فَقَالَ لَهَا الزُّبَيْرُ : تَرْجِعِينَ ؟ عَسَى اللّٰه عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُّصْلِحَ بِكِ بَيْنَ النَّاسِ .

''عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: جب وہ حوأب کے مقام پر آئیں، تو انھوں نے کتوں کے بھونکنے کی آواز سنی اور کہا: میرے خیال میں مجھے واپس ہی جانا چاہیے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا تھا: آپ میں سے کون ہے، جس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے؟ اس پر زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے عرض کیا: کیا آپ واپس جائیں گی؟ شاید کہ اللہ آپ کی وجہ سے لوگوں کے مابین صلح کرا دے۔''

(مسند الإمام أحمد : 97/6، دلائل النبوّة للبيهقي : 410/6)

یہ حدیث منکر ہے۔ یہ قیس بن ابی حازم کی منکر روایات میں سے ہے۔

❁ امام علی بن مدینی رحمہ اللہ نے پوچھا گیا:

شَهِدَ الْجَمَلَ قَالَ : لَا .

''کیا قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ جنگ جمل میں شریک تھے؟ فرمایا: نہیں۔''

(العلل، ص 50)

❁ امام علی بن مدینی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قَالَ لِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ : قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ مُّنْكَرُ الْحَدِيثِ، ثُمَّ ذَكَرَ لَهُ يَحْيٰى أَحَادِيثَ مَنَاكِيرَ، مِنْهَا حَدِيثُ كِلَابِ الْحَوْأَبِ .

''مجھے امام یحیٰی بن سعید قطان رحمہ اللہ نے بتایا کہ قیس بن ابو حازم منکر الحدیث ہے، پھر انہوں نے قیس کی کئی منکر احادیث بھی بیان کیں۔حوأب مقام کے کتوں والی حدیث بھی ان میں شامل تھی۔''

(تاریخ ابن عساکر : 464/49، وسندهٔ صحيحٌ)

② حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما:

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم لِنِسَائِهِ : لَيْتَ شَعْرِي، أَيَّتُكُنَّ صَاحِبَةُ الْجَمَلِ الْأَدْبَبِ، تَخْرُجُ كِلابُ حَوْأَبٍ، فَيُقْتَلُ عَنْ يَّمِينِهَا، وعَن يَّسَارِهَا قَتْلًا كَثِيرًا، ثُمَّ تَنْجُو بَعْدَ مَا كَادَتْ .

''رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات سے فرمایا: کاش! مجھے معلوم ہو کہ تم میں سے کون چہرے کے زیادہ بالوں والے اونٹ پر سوار ہو گی۔حوأب کے

کتے نکلیں گے اور اس کے دائیں بائیں بہت زیادہ قتل وغارت ہوگی۔ پھر وہ بال بال بچ جائے گی۔''

(مسند البزّار [كشف الأستار]: 3273)

❀ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

تُقْتَلُ عَنْ يَّمِينِهَا وَعَنْ يَّسَارِهَا قَتْلٰى كَثِيرَةٌ .

''اس کے دائیں اور بائیں بہت سے لوگ قتل کیے جائیں گے۔''

(مسند البزّار [كشف الأستار]: 3273)

یہ حدیث ''منکر'' ہے۔

❀ امام ابوحاتم اور امام ابوزرعہ رحمہما اللہ نے اس حدیث کو ''منکر'' کہا ہے۔

(علل الحديث لابن أبي حاتم: 590/6، ح: 2787)

❀ امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

لَا يُرْوٰى مِنْ طَرِيقٍ غَيْرِهٖ .

''اس سند کے علاوہ اسے روایت نہیں کیا گیا۔''

(علل الحديث لابن أبي حاتم: 590/6، ح: 2787)

اس کی ایک ہی سند ہے۔

خلاصۃ التحقیق:

مقامِ حوأب پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر کتوں کے بھونکنے والی حدیث ''منکر'' ہے۔ بعض لوگ اس منکر روایت کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظمت کے خلاف پیش کرتے ہیں۔ ان کی یہ روش سراسر غلط ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا طبعی موت فوت ہوئیں۔ بقیع میں دفن ہوئیں۔ روافض کا کہنا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو زہر دیا تھا۔ یہ محض بہتان ہے۔

❁ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

اِسْتَأْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَبْلَ مَوْتِهَا عَلٰى عَائِشَةَ وَهِيَ مَغْلُوبَةٌ، قَالَتْ : اَخْشٰى أَنْ يُثْنِيَ عَلَيَّ، فَقِيلَ : ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ وُجُوهِ الْمُسْلِمِينَ، قَالَتْ : اِئْذَنُوا لَهٗ، فَقَالَ : كَيْفَ تَجِدِينَكِ؟ قَالَتْ : بِخَيْرٍ إِنِ اتَّقَيْتُ، قَالَ : فَاَنْتِ بِخَيْرٍ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، زَوْجَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَنْكِحْ بِكْرًا غَيْرَكِ، وَنَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَاءِ وَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ خِلَافَهٗ، فَقَالَتْ : دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَثْنٰى عَلَيَّ، وَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا.

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب حالت نزع میں تھیں، تو جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے پاس آنے کو اجازت چاہی، ماں جی کہنے لگے: ڈرتی ہوں کہ وہ میری تعریف کرنے نہ بیٹھ جائیں، کسی نے عرض کیا: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زادے اور معزز آدمی ہیں، فرمایا: بلا لیجئے! عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا:

مزاج گرامی کیسے ہیں؟ فرمایا: اگر اللہ کے ہاں اچھی ہوں، تو سب اچھا ہے، کہا : اچھا ہوگا ان شاء اللہ! آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہیں، آپ کے سوا کسی کنواری کو رسول اللہ ﷺ کا عقد نہیں ملا، قرآن نے آپ کی برأت کی۔ وہ چلے گئے، تو سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں، ابھی ابن عباس رضی اللہ عنہما آئے تھے، وہ میری تعریف کرنے لگے، جبکہ میں چاہتی تھی کہ گمنام رہتی اور مجھے بھلا دیا جاتا۔''

(صحيح البخاري : 4753)

❁ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مرض الموت میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کی بیمار پرسی کو آئے، سلام کہا اور بیٹھ گئے، فرمایا: ام المومنین! بشارت ہو، تھوڑا ہی وقت ہے کہ آپ نبی کریم ﷺ سے بے پناہ محبت کرنے والے صحابہ سے جدا ہونے کو ہیں، آپ کی تکالیف ختم ہونے کو ہیں، آپ کی روح جہان فانی سے پرواز کرنے کو ہے۔ ام المومنین! آپ نبی کریم ﷺ کی محبوب ترین زوجہ تھیں، آپ کی پاکیزگی کی بنا پر یہ پیار آپ کو ملا تھا، آپ کی برأت سات آسمانوں کے اوپر سے نازل ہوئی تھی، روئے زمین پر کوئی مسجد ایسی نہیں کہ جہاں ان آیات کی دن رات تلاوت نہ ہوتی ہو، مقام ابواء، جہاں آپ کا ہار کھو گیا تھا، وہاں نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ اس ہار کی تلاش میں رکے رہے، فجر کا وقت آن پہنچا، پانی تھا نہیں، سو اللہ نے آیت نازل کی: ﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا ......﴾ ''پانی نہ ملے، تو تیمّم کر لیا کریں......'' تیمّم کی رخصت لوگوں کو آپ

ہی کی وجہ سے ملی، اللہ کی قسم! آپ بہت مبارک ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں:
ابن عباس! ان باتوں کو چھوڑیئے۔ اللہ کی قسم! میری تو خواہش تھی کہ کاش مجھے
بھلا دیا جاتا۔''

(فضائل الصّحابة لأحمد : 1639، المستدرك للحاكم : 4/8؛ وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

إِنَّهَا أَوْصَتْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَا تَدْفِنِّي مَعَهُمْ وَادْفِنِّي مَعَ صَوَاحِبِي بِالْبَقِيعِ لَا أُزَكّٰى بِهٖ أَبَدًا .

''آپ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو وصیت کی کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں دفن نہ کرنا، بلکہ بقیع میں ہی میری سہیلیوں (ازواج مطہرات) کے ساتھ دفن کرنا۔ میں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں دفن ہوکر) اپنی تعریف نہیں کروانا چاہتی۔''

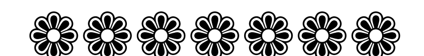
(صحيح البخاري : 1391)

❀ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

مَاتَتْ عَائِشَةُ، فَدَفَنَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ لَيْلًا .

''عائشہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں، تو انہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے رات کو دفن کیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 25005، وسندهٗ صحيحٌ)



حسن و حسین رضی اللہ عنہما

سیدنا حسن وسیدنا حسین رضی اللہ عنہما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری دختر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جگر پارے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بازو ہیں۔ ان شہزادوں نے آقائے کریم کی محبتوں سے براہ راست حظ اٹھایا ہے، پھر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بھی معتبر ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا .

''حسن وحسین دنیا میں میرے پھول ہیں۔''

(صحيح البخاري : 5994)

کبھی فرماتے:

''اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت فرما!

(صحيح البخاري : 3747)

کبھی ان الفاظ میں محبت کے پھول بکھیرتے:

''اللہ! ان پر رحمت فرما، میں بھی ان پر رحم کرتا ہوں۔''

(صحيح البخاري : 6003)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں ہوتے، تو حسن وحسین رضی اللہ عنہما آپ کے کاندھوں پر سوار ہو جاتے ہیں، کیا خوب سواری ہے اور کیا خوب سوار ہیں! نوابی اسی کا نام ہے، سردار ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

سیدنا شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِحْدٰى صَلَاتَيِ الْعِشَاءِ وَهُوَ حَامِلٌ حَسَنًا أَوْ حُسَيْنًا، فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهٗ، ثُمَّ كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ فَصَلّٰى فَسَجَدَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ صَلَاتِهٖ سَجْدَةً أَطَالَهَا، قَالَ أَبِي : فَرَفَعْتُ رَأْسِي وَإِذَا الصَّبِيُّ عَلٰى ظَهْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ سَاجِدٌ فَرَجَعْتُ إِلٰى سُجُودِي، فَلَمَّا قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ النَّاسُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّكَ سَجَدْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ صَلَاتِكَ سَجْدَةً أَطَلْتَهَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهٗ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ أَوْ أَنَّهٗ يُوحٰى إِلَيْكَ، قَالَ : كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ وَلٰكِنَّ ابْنِي ارْتَحَلَنِي فَكَرِهْتُ أَنْ أُعَجِّلَهٗ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهٗ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ظہر یا عصر کی نماز (پڑھانے) کے لیے ہمارے پاس آئے، تو آپ نے سیدنا حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھا رکھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور انہیں نیچے بٹھا دیا، پھر نماز کے لئے تکبیر کہی، آپ نے سجدہ کیا، تو لمبا سجدہ کر دیا، میرے والد نے سر اٹھا کر دیکھا، تو کیا دیکھتے ہیں کہ بچہ آپ کے کاندھوں پر سوار ہے، میں دوبارہ سجدے میں چلا گیا، نماز کے بعد صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! آپ نے اتنا لمبا سجدہ کر دیا کہ ہمیں آپ کی وفات

کا خدشہ لاحق ہو گیا تھا یا ہم سمجھے کہ شاید وحی آ گئی ہو، فرمایا: ایسا کچھ نہیں ہوا، میرا بیٹا میرے کاندھے پر سوار ہو گیا تھا، تو میں نہیں چاہتا تھا کہ اس کا شوق پورا ہونے سے پہلے میں اسے اتار دوں۔''

(سنن النسائي : 1141، مسند الإمام أحمد : 493/3، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (165/3) نے اسے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے، نیز حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' قرار دیا ہے۔(تلخيص المستدرك : 627/3)

اسی طرح کا ایک منظر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ، فَإِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلٰى ظَهْرِهٖ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ، أَخَذَهُمَا بِيَدِهٖ مِنْ خَلْفِهٖ أَخْذًا رَفِيقًا، فَيَضَعُهُمَا عَلَى الْأَرْضِ، فَإِذَا عَادَ عَادَا، حَتّٰى قَضٰى صَلَاتَهٗ، أَقْعَدَهُمَا عَلٰى فَخِذَيْهِ، قَالَ : فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرُدُّهُمَا، فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ، فَقَالَ لَهُمَا : الْحَقَا بِأُمِّكُمَا، قَالَ : فَمَكَثَ ضَوْؤُهَا حَتّٰى دَخَلَا .

''(ایک دفعہ) ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشا ادا کر رہے تھے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا، تو حسن و حسین رضی اللہ عنہما آپ کے کندھوں پر بیٹھ گئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اٹھایا، تو انہیں پیار کے ساتھ پکڑ کر اٹھا لیا اور زمین پر بٹھا دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ سجدہ میں گئے، تو وہ پھر آ کر بیٹھ گئے، اسی طرح نماز پوری ہو گئی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی گود میں بٹھا لیا، میں

(ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر گھر چھوڑنے آیا، ایک روشنی سی ہمارے ساتھ رہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماں کے پاس چلے جایئے اور یہ روشنی تب تک باقی رہی، جب تک حسن و حسین رضی اللہ عنہما گھر میں داخل نہیں ہو گئے۔''

(مسند الإمام أحمد : 513/2، دلائل النبوة للبيهقي : 76/6، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ایک صحابی بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضُمُّ إِلَيْهِ حَسَنًا، وَحُسَيْنًا وَيَقُولُ : اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا .

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو گلے لگایا اور فرمایا: اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت فرما۔''

(أحاديث إسماعيل بن جعفر : 314، مسند الإمام أحمد : 23133، وسندهٗ صحيحٌ)

متواتر حدیث ہے:

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ .

''حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔''

(سنن الترمذي :3781، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب''، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1194)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (6960،7126) اور امام حاکم رحمہ اللہ (381/3،151) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

اس حدیث کو حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے متواتر قرار دیا ہے۔

(الأزهار المتناثرة، ص 39، رقم : 103، نظم المتناثر للقطاني ص 196، رقم :

235، فيض القدير للمناوي : 415/3، السراج المنير للعزيزي : 106/3)

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ قَدْ صَحَّ مِنْ أَوْجُهٍ كَثِيرَةٍ .

”یہ حدیث کئی طرق سے صحیح ہے۔“

(المستدرك على الصّحيحين : 167/3)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ، وَيَقُولُ : إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ : أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ، وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو اللہ کی پناہ میں دیا کرتے اور کہتے: تمہارا جدامجد (ابراہیم علیہ السلام) بھی ان کلمات سے اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کو پناہ دیا کرتا تھا:أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ، وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ ”میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں، ہر سرکش شیطان اور ہر لگنے والی نظر سے۔“

(صحيح البخاري :3371)

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حد سے زیادہ مشابہ تھے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ .

''سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ کوئی نہ تھا۔''

(صحيح البخاري : 3752)

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے بہت زیادہ مشابہ تھے۔

كَانَ أَبْيَضَ، قَدْ شَمِطَ .

''آپ گندمی مائل سفید رنگ کے مالک تھے۔''

(صحيح البخاري : 3544، صحيح مسلم : 2342)

اسی طرح سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلّٰى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْعَصْرَ، ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي، فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ، فَحَمَلَهٗ عَلٰى عَاتِقِهٖ، وَقَالَ : بِأَبِي، شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ لَا شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ .

''سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز ادا کی، نماز کے بعد جب جا رہے تھے، تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا، تو ان کو اپنے کندھے پر اٹھا لیا، فرمایا: میرا باپ آپ پر قربان، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں، علی کے مشابہ نہیں ہیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہنس رہے تھے۔''

(صحيح البخاري : 3542)

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا، تو اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ پاس بیٹھے تھے، کہنے لگے: میرے دس بیٹے ہیں اور میں نے ان کو کبھی نہیں چوما۔

نَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ : مَنْ لَّا

يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ .

''تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف نظر دوڑائی، پھر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔''

(صحيح البخاري : 5997، صحيح مسلم : 2318)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں اور راوی حدیث نے پیغمبر کے اخلاق کا تتبع کس طرح کیا ہے، یہ واقعہ عمیر بن اسحاق نے بیان کیا ہے، کہتے ہیں کہ میں تب سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تشریف لاتے ہیں اور فرماتے ہیں:

أَرِنِي أُقَبِّلْ مِنْكَ حَيْثُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ قَالَ : فَقَالَ : بِقَمِيصِهِ قَالَ : فَقَبَّلَ سُرَّتَهُ .

''حسن مجھے وہ جگہ دکھائیے، جہاں سے آپ کو رسول اللہ ﷺ نے چوما تھا، میں نے بھی وہیں سے چومنا ہے، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اس جگہ سے کپڑا اٹھایا اور آپ نے ان کی ناف کو چوم لیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 255/2، 427، وسندهٔ حسنٌ)

اسی بڑے نواسے کے متعلق آقا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحْبِبْ مَنْ يُحِبُّهُ .

''اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت فرما اور اس سے بھی محبت فرما، جو اس سے محبت کرتا ہے۔''

(صحيح البخاري : 5884، صحيح مسلم :2421)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

هُوَ مُتَوَاتِرٌ . ''یہ متواتر حدیث ہے۔''

(سير أعلام النّبلاء : 251/3)

اس حدیث کے راوی بھی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں اور اس کے مطابق اپنے عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، بَعْدَ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ .

''جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا ہے، مجھے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ محبوب کوئی نہیں ہے۔''

(صحيح البخاري : 5884)

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُصُّ لِسَانَهٗ، أَوْ قَالَ : شَفَتَهٗ، يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَإِنَّهٗ لَنْ يُعَذَّبَ لِسَانٌ أَوْ شَفَتَانِ مَصَّهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی زبان چوستے ہوئے دیکھا ہے یا کہا کہ ان کے ہونٹ چوستے ہوئے دیکھا ہے اور یقیناً وہ زبان یا ہونٹ جہنم میں نہ جائیں گے، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوسا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 93/4، وسندهٗ صحيحٌ)

آقائے کریم نے اپنے اس لاڈلے کو ''سردار'' بھی فرمایا ہے:

ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

''میرا یہ بیٹا سردار ہے، شاید کہ اللہ اس کے ہاتھوں امت کے دو مسلمان گروہوں کی صلح کروائے گا۔''

(صحيح البخاري : 3746)

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَوَاتَرَتِ الْآثَارُ الصِّحَاحُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ لِحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ : إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يُبْقِيَهٗ حَتّٰى يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَينِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، رَوَاهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ .

''اس سلسلہ میں احادیث متواترہ موجود ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ جلد ہی اس کے ہاتھوں دو عظیم مسلمان گروہوں میں صلح کروائے گا، اس روایت کو صحابہ کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے۔'' (الاستيعاب في معرفة الأصحاب : 384/1)

یہی بات علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ نے بھی کی ہے۔

(المُفهِم : 296/6)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ مِنَ الْفَوَائِدِ ؛ عَلَمٌ مِنْ أَعْلَامِ النُّبُوَّةِ وَمَنْقَبَةٌ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ فَإِنَّهٗ تَرَكَ الْمُلْكَ لَا لِقِلَّةٍ وَّلَا لِذِلَّةٍ وَّلَا لِعِلَّةٍ

بَلْ لِرَغْبَتِهِ فِيمَا عِنْدَ اللّٰهِ لِمَا رَآهُ مِنْ حَقْنِ دِمَاءِ الْمُسْلِمِينَ فَرَاعٰى أَمْرَ الدِّينِ وَمَصْلَحَةَ الْأُمَّةِ وَفِيهَا رَدٌّ عَلَى الْخَوَارِجِ الَّذِينَ كَانُوا يُكَفِّرُونَ عَلِيًّا وَّمَنْ مَعَهُ وَمُعَاوِيَةَ وَمَنْ مَعَهُ بِشَهَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلطَّائِفَتَيْنِ بِأَنَّهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

''اس حدیث میں کئی علمی فوائد ہیں، مثلاً یہ قصہ اعلام نبوت میں سے ہے، اس میں سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی منقبت موجود ہے، انہوں نے بادشاہت کو چھوڑ دیا، اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ان کے پاس فوج کم تھی یا وہ کمزور تھے، اس کی کوئی علت سوا اس کے نہ تھی کہ آپ مسلمانوں کا خون بہتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتے تھے، انہوں نے امت کی مصلحت اور دین کے امر کا لحاظ کیا، نیز اس روایت میں خوارج کا بھی رد ہے، جو سیدنا علی وسیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں کے تکفیر کرتے ہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں گروہوں کے متعلق مسلمان ہونے کی گواہی دی ہے۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 67/13)

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ : فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ، يُعْجِبُنَا جِدًّا .

''رسول اللہ ﷺ کا ان دونوں گروہوں کو مسلمان کہنا، ہمارے لئے انتہائی خوشی کا باعث ہے۔''

(الاعتقاد للبيهقي، ص 376، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ بیہقی رحمہ اللہ اس قول کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إِنَّمَا أَعْجَبَهُمْ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُمَا جَمِيعًا مُّسْلِمِينَ، وَهٰذَا خَبَرٌ مِّنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا كَانَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَعْدَ وَفَاةِ عَلِيٍّ فِي تَسْلِيمِهِ الْأَمْرَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ.

''یہ چیز صرف اس لئے خوشی کا باعث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں گروہوں کو مسلمان قرار دیا ہے، یہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جو خلافت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو سونپ دی تھی، اس کی بات ہے۔''

(الاعتقاد، ص 376)

بخدا! ایسا ظرف بھی کسی نے کم دیکھا ہوگا کہ فوج موجود ہے، سلطنت موجود ہے، مگر سب کچھ بیک جنبش لب ٹھکرا دیا کہ مجھے مسلمان کا خون اپنی خلافت سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔

سیدنا جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ: إِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ إِنَّكَ تُرِيدُ الْخِلَافَةَ فَقَالَ: قَدْ كَانَ جَمَاجِمُ الْعَرَبِ فِي يَدِي يُحَارِبُونَ مَنْ حَارَبْتُ، وَيُسَالِمُونَ مَنْ سَالَمْتُ تَرَكْتُهَا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَحَقْنَ دِمَاءِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ ابْتَزَّهَا بِاتِّئَاسِ أَهْلِ الْحِجَازِ.

''میں نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ خلافت کی طمع رکھتے ہیں، تو فرمایا: عرب کے بڑے بڑے سورما میری اطاعت میں لڑتے

تھے اور جس سے میں صلح کرتا، اس سے صلح کر لیتے تھے، میں نے یہ چیز اللہ تعالیٰ کی رضا اور مسلمانوں کے بہتے خون کو روکنے کے لیے چھوڑ دی ہے، پھر اس پر اہل حجاز سے ناامیدی غالب آ گئی۔''

(المستدرك للحاكم: 4795، حلية الأولياء لأبي نعيم: 36/2، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کی سند کو بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

رجاء بن ربیعہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ جَالِسًا بِالْمَدِينَةِ فِي مَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي حَلْقَةٍ فِيهَا أَبُو سَعِيدٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، فَمَرَّ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَسَلَّمَ، فَرَدَّ عَلَيْهِ الْقَوْمُ، وَسَكَتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو ثُمَّ اتَّبَعَهٗ، فَقَالَ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: هٰذَا أَحَبُّ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلٰى أَهْلِ السَّمَاءِ.

''مدینہ مسجد نبوی میں ایک حلقہ لگا تھا، جس میں سیدنا ابوسعید اور سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم موجود تھے، میں بھی وہیں موجود تھا، سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما وہاں سے گزرے اور انہیں سلام کہا: لوگوں نے وعلیکم السلام کہا، لیکن سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نہیں بولے، پھر ان کے پیچھے گئے اور کہا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ، پھر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے: یہ آسمان والوں کے ہاں زمین والوں میں سب سے زیادہ محبوب ہستی ہیں۔''

(مسند البزّار (كشف الأستار): 2632، وسندهٗ حسنٌ)

زہیر بن اقمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَخْطُبُ بَعْدَمَا قُتِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذْ قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَزْدِ آدَمُ طُوَالٌ فَقَالَ : لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعَهٗ فِي حَبْوَتِهٖ يَقُولُ : مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّهٗ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، وَلَوْلَا عَزْمَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَدَّثْتُكُمْ .

''سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خطبہ دے رہے تھے کہ ازد قبیلے کا ایک لمبا سا آدمی کھڑا ہوا، کہنے لگا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا، حسن رضی اللہ عنہ ان کی چادر میں تھے اور آپ فرما رہے تھے، جو مجھ سے محبت کرتا ہے، اس سے بھی محبت کرے اور جو یہاں موجود ہیں، وہ آنے والوں کو بتا دیں، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تاکید کے ساتھ نہ کہی ہوتی، تو میں آپ کو یہ بیان نہ کرتا۔''

(مسند الإمام أحمد : 366/5، وسندہٗ صحیحٌ)

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بے شمار احادیث میں ثابت ہے کہ آپ فرماتے ہیں:

حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ......

عَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ......

اہل سنت والجماعت کا آپ کے صحابی ہونے پر اتفاق ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ، فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كِخْ كِخْ، ارْمِ بِهَا، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ؟ .

''سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے (ایک بار) صدقہ کی کھجور پکڑی اور منہ میں ڈال لی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو، اسے نکال پھینک دو، آپ جانتے نہیں کہ ہم (اہل بیت) صدقہ نہیں کھاتے۔''

(صحيح البخاري :1491، صحيح مسلم : 1069)

شہادت حسن بن علی رضی اللہ عنہما:

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا، جس کی پاداش میں آپ نے جام شہادت نوش کیا۔
عمیر بن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں:

دَخَلْتُ أَنَا وَرَجُلٌ عَلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ نَعُودُهُ، فَجَعَلَ يَقُولُ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ : سَلْنِي قَبْلَ أَنْ لَا تَسْأَلَنِي، قَالَ : مَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ شَيْئًا، يُعَافِيكَ اللّٰهُ، قَالَ : فَقَامَ فَدَخَلَ الْكَنِيفَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا، ثُمَّ قَالَ : مَا خَرَجْتُ إِلَيْكُمْ حَتّٰى لَفَظْتُ طَائِفَةً مِنْ كَبِدِي أُقَلِّبُهَا بِهٰذَا الْعُودِ، وَلَقَدْ سُقِيتُ السُّمَّ مِرَارًا مَا شَيْءٌ أَشَدُّ مِنْ هٰذِهِ الْمَرَّةِ، قَالَ : فَغَدَوْنَا عَلَيْهِ مِنَ الْغَدِ فَإِذَا هُوَ فِي السَّوقِ، قَالَ : وَجَاءَ الْحُسَيْنُ فَجَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهِ،

فَقَالَ : يَا أَخِي، مَنْ صَاحِبُك؟ قَالَ : تُرِيدُ قَتْلَهٗ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : لَئِنْ كَانَ الَّذِي أَظُنُّ، اللّٰهُ أَشَدُّ نِقْمَةً، وَإِنْ كَانَ بَرِيئًا فَمَا أُحِبُّ أَنْ يُّقْتَلَ بَرِيءٌ .

''میں ایک شخص کے ساتھ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی عیادت کو آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس آدمی سے فرمانے لگے: سوال کیجئے، یوں نہ ہو کہ موقع نہ ملے، اس نے کہا: میں آپ سے کوئی سوال نہیں کرنا چاہتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت دے، آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بیت الخلا گئے۔ پھر نکل کر ہمارے پاس آئے، فرمایا: میں نے آپ کے پاس آنے سے پہلے اپنے جگر کا ایک ٹکڑا (پاخانے کے ذریعہ) پھینک دیا ہے۔ میں اسے اس لکڑی کے ساتھ اُلٹ پلٹ کر رہا تھا۔ مجھے کئی بار زہر پلایا گیا، لیکن اس دفعہ سے سخت کبھی نہیں پلایا گیا، راوی کہتے ہیں کہ ہم ان کے پاس اگلے دن آئے تو آپ رضی اللہ عنہ حالت نزع میں تھے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے، سرہانے بیٹھ گئے اور کہا: بھائی جان! آپ کو زہر کس نے دیا؟ فرمایا: اس کے قتل کا ارادہ ہے؟ جی ہاں! فرمایا: اگر وہ شخص وہی ہے، جو میں سمجھتا ہوں، تو اللہ تعالیٰ سخت انتقام لینے والے ہیں اور اگر وہ بری ہے، تو میں ایک بری آدمی کو قتل نہیں کرنا چاہتا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 15/93-94، كتاب المحتضرين لابن أبي الدنيا : 132، المستدرك للحاكم : 3/174، الاستيعاب لابن عبد البر : 3/115، تاريخ ابن عساكر : 13/282، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا قاتل نامعلوم ہے۔ یہ اتہام کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو سیدنا معاویہ بن

ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے زہر دیا، بے حقیقت اور بے ثبوت ہے۔

ان کے بعد دوسرے شہزادے کا نمبر آتا ہے، سیدنا حسین بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، تو ان کی دیگر تمام برکتیں تو گزر چکیں، اک باقی رہ گئی، وہ بھی سن لیجئے، آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حُسَیْنٌ مِّنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَیْنٍ، أَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَیْنًا، حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِّنَ الْأَسْبَاطِ.

''حسین میرے ہیں اور میں حسین کا ہوں، اللہ اس سے محبت کرتا ہے، جو حسین سے محبت کرتا ہے، حسین تو پیارا نواسا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 172/4، الأدب المفرد للبخاري : 364، سنن التّرمذي : 3775، وقال : حسنٌ، سنن ابن ماجه : 144، المعجم الكبير للطبراني : 274/22، المستدرك للحاكم : 194/3، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (6971) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے، ایک روایت میں حُسَیْنٌ مِّنِّي، وَأَنَا مِنْ حُسَیْنٍ **کے الفاظ بھی ہیں۔**

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّنِي، فَلْیُحِبَّ هٰذَیْنِ.

''جو مجھ سے محبت کرتا ہے، اسے چاہیے کہ ان دونوں سے بھی محبت کرے۔''

(الطّبقات لابن سعد : 382/1، السنن الكبرى للنّسائي : 8114، وسندهٗ حسنٌ)

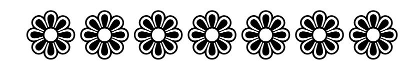
اسے امام ابن خزیمہ (887) اور امام ابن حبان رحمہما اللہ (6970) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هٰذَا .

''جو کسی جنتی کو دیکھنا چاہتا ہے، وہ حسین کو دیکھ لے۔''

(مسند أبي يعلى : 1874، مشيخة الفسوي : 134، وسندهٗ صحيحٌ)



شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ دس محرم 61 ھ کو شہید ہوئے، آپ کی شہادت برحق ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہم کے بیان کے مطابق آپ کو اہل کوفہ نے شہید کیا۔ اس وقت کوفہ میں دشمنان صحابہ کے دو بڑے گروہ خوارج اور روافض موجود تھے، جنہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی جنگ کی اور ان کو شہید کیا۔

یزید کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل قرار دینا بے ثبوت اور بے حقیقت بات ہے۔ یہ در اصل قاتلین حسین رضی اللہ عنہ نے سازش کی کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا خون یزید کے ہاتھوں میں تلاش کیا جائے۔ اس سے ان کو بڑا فائدہ یہ ہوا کہ وہ اہل بیت کی دشمنی سے بری ہو گئے۔ اسی کو بنیاد بنا کر امت مسلمہ میں پھوٹ ڈال دی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں یہ تاثر دیا کہ قتل حسین رضی اللہ عنہ میں ان کا ہاتھ ہے، خصوصا وہ صحابہ کرام، جنہوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یزید کو قاتل حسین رضی اللہ عنہ قرار دے کر مسلمانوں کی حمایت اور مدارت حاصل کر لی۔ اس کی بنیاد جھوٹ پر تھی۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے ہرگز ہرگز خروج نہیں کیا، کیا بچوں کے ساتھ خروج کیا جاتا ہے یا لشکر اور فوج کے ساتھ؟ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے اہل خانہ تھے، آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت مظلومانہ شہادت ہے۔ یہ روافض کی گھڑی ہوئی روایات کا اثر ہے کہ ہمارے بعض سنی بھائی بھی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو خروج کے پس منظر میں دیکھنے لگتے ہیں، حالاں کہ کوئی صحیح یا حسن سند اس پر دلالت نہیں کرتی کہ آپ کا کربلا میں کسی سے کوئی معرکہ ہوا ہو،

جنگ ہوئی ہو، تیر چلے ہوں، پانی بند ہوا ہو، خواتین کی بے حرمتی ہوئی ہو، بچوں کو نوکِ نیزہ پر چڑھایا گیا ہو، یا آپ نے کوئی فوجیں تیار کی ہوں۔ اسلام کی ثقہ تاریخ میں ایسی باتوں کا کوئی ذکر نہیں ملتا، حتیٰ کہ دورِ صحابہ میں بھی ایسی بات کا کوئی وجود نہیں۔ یہ سب جھوٹ ہے، جو روافض نے اسلامی تاریخ میں داخل کرنے کی سازش کی ہے۔

صرف اتنا ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بے خبری میں شہید کر دیا گیا۔ آپ کی شہادت باسعادت کی خبر نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں دے دی تھی۔ ہر مسلمان آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر دکھی ہے۔ ہمیں آپ کی شہادت پر وہی انداز اختیار کرنا چاہیے، جو اس وقت صحابہ، اہل بیت رسول اور دیگر مسلمانوں نے اختیار کیا تھا۔

ہم کہتے ہیں کہ جس نے جگر گوشہ رسول کو شہید کیا یا آپ کی شہادت میں معاونت کی یا آپ کی شہادت پر راضی ہوا، اس پر اللہ، فرشتوں اور ساری کائنات کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ اس سے اس کے نوافل اور فرائض قبول نہ کرے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی بنیاد پر اہل اسلام سے الگ فرقہ بنا لینا اور کئی ایک ضروریات دین کا انکار کر دینا درست نہیں۔ جو کچھ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر کیا جاتا ہے، یہ اسلام کو بدنام کرنے کی ناکام کوشش اور مجرمانہ سازش ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا يَرَى النَّائِمُ بِنِصْفِ النَّهَارِ وَهُوَ قَائِمٌ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، بِيَدِهِ قَارُورَةٌ فِيهَا دَمٌ، فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ، لَمْ أَزَلْ أَلْتَقِطُهُ مُنْذُ الْيَوْمِ فَأَحْصَيْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ

فَوَجَدُوهُ قُتِلَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ .

''میں دن کے وقت سو رہا تھا کہ خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ پراگندہ بالوں کے ساتھ دھول میں اَٹے تھے، آپ کے ہاتھ میں ایک بوتل تھی اور بوتل میں خون، عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پہ قربان، یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ اس کے بعد میں پھر دن گننے لگا اور جس دن آپ نے خواب میں بتایا تھا، اسی دن سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔''

(مسند الإمام أحمد : 242/1، 283، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام حاکم رحمہ اللہ (398/4) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے، حافظ بوصیری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(اتحاف الخيرة المهرة : 238/7)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رِجَالُ أَحْمَدَ رِجَالُ الصَّحِيحِ .

''مسند احمد (کی اس حدیث) کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔''

(مجمع الزوائد : 194/9)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے، تو:

فِي يَدِهِ تُرْبَةٌ حَمْرَاءُ يُقَلِّبُهَا فَقُلْتُ : مَا هٰذِهِ التُّرْبَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : أَخْبَرَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ هٰذَا يُقْتَلُ بِأَرْضِ الْعِرَاقِ لِلْحُسَيْنِ فَقُلْتُ : يَا جِبْرِيلُ، أَرِنِي تُرْبَةَ الْأَرْضِ الَّتِي

يُقْتَلُ بِهَا، فَهٰذِهِ تُرْبَتُهَا .

''نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں سرخ مٹی تھی اور آپ اسے الٹ پلٹ کر رہے تھے، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ مٹی کیسی ہے؟ فرمایا: مجھے جبرئیل علیہ السلام بتا کر گئے ہیں کہ حسین کو سرزمین عراق میں شہید کر دیا جائے، تو میں نے جبریل سے کہا: اس زمین کی مٹی مجھے دکھایئے، یہ وہی مٹی ہے۔''

(المعجم الكبير للطبراني : 308/23، دلائل النبوة للبيهقي : 468/6، وسندهٗ حسنٌ)

موسیٰ بن یعقوب زمعی جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک حسن الحدیث ہے، نیز اس کی متابعت عباد بن اسحاق نے مشیخۃ ابن طہمان (3) میں کی ہے۔

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أُتِيَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَجُعِلَ فِي طَسْتٍ، فَجَعَلَ يَنْكُتُ، وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا، فَقَالَ أَنَسٌ : كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ .

''عبید اللہ بن زیاد کے پاس سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ایک برتن میں لایا گیا، عبید اللہ چھڑی کے ساتھ زمین کریدنے لگا اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے حسن کی تعریف کی، تب سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ مشابہہ تھے، آپ نے نیل کے پودے کی

مہندی لگا رکھی تھی۔‘‘

(صحيح البخاري : 3748)

عبدالرحمٰن بن ابی نعم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں

سَأَلَهُ عَنِ المُحْرِمِ؟ قَالَ : شُعْبَةُ أَحْسِبُهُ يَقْتُلُ الذُّبَابَ، فَقَالَ : أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُونَ عَنِ الذُّبَابِ، وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ ابْنَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا .

’’ایک شخص نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے محرم (احرام باندھنے والا) کے متعلق سوال کیا کہ اگر وہ مکھی مار دے تو؟ فرمایا: اہل عراق بھی عجیب ہیں، مکھی کو مارنے سے متعلق پوچھتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو شہید کر چکے ہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ یہ دنیا میں میرے پھول ہیں۔‘‘

(صحيح البخاري : 3753)

شہر بن حوشب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَاءَ نَعْيُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، لَعَنَتْ أَهْلَ الْعِرَاقِ فَقَالَتْ : قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ، غَرُّوهُ وَذَلُّوهُ، لَعَنَهُمُ اللّٰهُ .

’’سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی، تو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اہل عراق پر لعنت فرمائی اور فرمایا: اللہ ان کو قتل کرے، جنہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، انہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو دھوکہ دے کر پھانس لیا، اللہ کی

لعنت ہو ان (عراقیوں) پر۔''

(مسند الإمام أحمد : 298/6، وسندهٗ حسنٌ)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

سَمِعْتُ الْجِنَّ تَنُوحُ عَلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

''میں نے ایک جن کو سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما پر روتے ہوئے سنا۔''

(معجم الطبراني الكبير : 21/3، فضائل الصحابة لأحمد : 1373، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوْ كُنْتُ فِيمَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ، ثُمَّ غُفِرَ لِي، ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ، اسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَمُرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَنْظُرَ فِي وَجْهِي.

''اگر (بالفرض والحال) میں قاتلینِ حسین میں شریک ہوں اور میرا یہ جرم معاف کر دیا جائے، جنت میں بھی چلا جاؤں، تب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کرنے سے شرم محسوس کروں گا۔''

(المعجم الكبير للطبراني : 212/3، ح : 2928، وسندهٗ حسنٌ)

مخضرم تابعی، ابورجاء عطاردی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لَا تَسُبُّوا عَلِيًّا وَّلَا أَهْلَ هٰذَا الْبَيْتِ، فَإِنَّ جَارًا لَّنَا مِنْ بَلْهُجَيْمِ قَالَ : أَلَمْ تَرَوْا إِلٰى هٰذَا الْفَاسِقِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَتَلَهُ اللّٰهُ، فَرَمَاهُ اللّٰهُ بِكَوْكَبَيْنِ فِي عَيْنَيْهِ، فَطَمَسَ اللّٰهُ بَصَرَهٗ.

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت کو برا بھلا مت کہو، ہمارا ایک ہمسایہ، جس کا

تعلق بَلْهُجَيْم سے تھا، اس نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو فاسق قرار دیا اور کہا کہ اللہ اس کو قتل کرے، تو اللہ کی جانب سے دوستارے ٹوٹے اور اس کی آنکھوں میں پڑے اور اللہ نے اس کی آنکھیں پھوڑ دیں۔''

(المعجم الكبير للطبراني : 112/3، وسندهٗ صحيحٌ)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مصائب میں ماتم کرنا یا اس کا وقت مقرر کر لینا تو بالکل بھی دین نہیں ہے، یہ کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا، نہ سابقین اولین میں سے کسی نے کیا، نہ تابعین نے اور نہ اہل بیت کے معزز لوگوں نے ایسا کوئی کام کیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، تو ان کے اہل خانہ موجود تھے، اسی طرح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، تب بھی ان کے اہل خانہ موجود تھے، اس پر کئی برس بیت گئے، مگر کسی نے ایسا کام نہیں کیا، وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے پیرو تھے، انہوں نے ماتم جیسی بدعت ایجاد نہیں کی، نہ نوحے کئے، بلکہ صبر کرتے تھے اور اللہ ورسول کے حکم پر عمل پیرا تھے، وہ پریشانی میں دکھی اور غمگین تو ہوتے تھے، لیکن یہ کام نہیں کرتے تھے۔''

(حقوق أهل البيت، ص 46)

مزید فرماتے ہیں:

أَمَّا مَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ أَوْ أَعَانَ عَلٰى قَتْلِهِ أَوْ رَضِيَ بِذٰلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ؛ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا .

''جس نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا یا ان پر اعانت کی یا اس پر راضی ہوا، اس پر اللہ، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اللہ اس سے کوئی فرض یا نفل قبول نہیں کرے گا۔''

(مجموع الفتاویٰ: 487/4)

مورخ اسلام، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

كُلُّ مُسْلِمٍ يَنْبَغِي لَهٗ أَنْ يُحْزِنَهٗ هٰذَا الَّذِي وَقَعَ مِنْ قَتْلِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَإِنَّهٗ مِنْ سَادَاتِ الْمُسْلِمِينَ وَعُلَمَاءِ الصَّحَابَةِ، وَابْنُ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي هِيَ أَفْضَلُ بْناتِهٖ، وَقَدْ كَانَ عَابِدًا وَشُجَاعًا وَسَخِيًّا، وَلٰكِنْ لَّا يُحْسِنُ مَا يَفْعَلُهُ الشِّيعَةُ مِنْ إِظْهَارِ الْجَزَعِ وَالْحُزْنِ الَّذِي لَعَلَّ أَكْثَرَهٗ تَصَنُّعٌ وَرِيَاءٌ، وَقَدْ كَانَ أَبُوهُ أَفْضَلَ مِنْهُ، وَهُمْ لَا يَتَّخِذُونَ مَقْتَلَهٗ مَأْتَمًا كَيَوْمِ مَقْتَلِ الْحُسَيْنِ، فَإِنَّ أَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ خَارِجٌ إِلٰى صَلَاةِ الْفَجْرِ ...... سَنَةَ أَرْبَعِينَ، وَكَذٰلِكَ عُثْمَانُ كَانَ أَفْضَلَ مِنْ عَلِيٍّ، عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَقَدْ قُتِلَ وَهُوَ مَحْصُورٌ فِي دَارِهٖ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ مِنْ شَهْرِ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ سِتٍّ وَثَلَاثِينَ، وَقَدْ ذُبِحَ مِنَ الْوَرِيدِ إِلَى الْوَرِيدِ، وَلَمْ يَتَّخِذِ النَّاسُ يَوْمَ مَقْتَلِهٖ مَأْتَمًا، وَكَذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ، قُتِلَ وَهُوَ قَائِمٌ

يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ صَلَاةَ الْفَجْرِ، وَهُوَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَلَمْ يَتَّخِذِ النَّاسَ يَوْمَ قَتْلِهِ مَأْتَمًا، وَكَذٰلِكَ الصِّدِّيقُ كَانَ أَفْضَلَ مِنْهُ، وَلَمْ يَتَّخِذِ النَّاسُ يَوْمَ وَفَاتِهِ مَأْتَمًا، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَقَدْ قَبَضَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ كَمَا مَاتَ الْأَنْبِيَاءُ قَبْلَهُ، وَلَمْ يَتَّخِذْ أَحَدٌ يَوْمَ مَوْتِهِ مَأْتَمًا يَفْعَلُونَ فِيهِ مَا يَفْعَلُهُ هٰؤُلَاءِ الْجَهَلَةُ مِنَ الرَّافِضَةِ يَوْمَ مَصْرَعِ الْحُسَيْنِ، وَلَا ذَكَرَ أَحَدٌ أَنَّهُ ظَهَرَ يَوْمَ مَوْتِهِمْ وَقَبْلَهُمْ شَيْءٌ مِمَّا ادَّعَاهُ هٰؤُلَاءِ يَوْمَ مَقْتَلِ الْحُسَيْنِ مِنَ الْأُمُورِ الْمُتَقَدِّمَةِ، مِثْلَ كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْحُمْرَةِ الَّتِى تَطْلُعُ فِي السَّمَاءِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ.

''مسلمان کو ان کے ساتھ پیش آنے والے حادثے پر دکھی ہونا چاہئے، کیونکہ وہ سادات المسلمین اور علمائے صحابہ میں سے تھے، رسول اللہ ﷺ کی سب سے افضل بیٹی کے صاحبزادے، بہادر اور سخی انسان تھے، لیکن شیعہ کا یہ طریقہ کار بالکل بھی درست نہیں ہے، کیونکہ اس میں اکثر تصنع اور ریا پایا جاتا ہے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے والد ان سے زیادہ افضل تھے، لیکن یہ لوگ ان کے شہادت پر ماتم نہیں کرتے، ......اسی طرح اہل السنۃ کے نزدیک سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے افضل تھے، آپ کو محصور کر کے شہید کر دیا گیا، 36 ہجری میں جب ذوالحجہ میں ایام تشریق چل رہے تھے، ان کو ذبح کر دیا گیا،

رگ جاں کٹ گئی، لیکن ان کی شہادت پر ماتم نہیں کیا جاتا، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب فجر کی نماز میں قرآن پڑھ رہے تھے، شہید کر دیئے گئے، یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی افضل ہیں، مگر ان کا ماتم نہیں ہوا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل، مگر آپ کے یوم وفات کو ماتم نہیں ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا وآخرت میں سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد کے سردار ہیں، آپ فوت ہوئے، تو کسی نے بھی اس طرح ماتم نہیں کیا، جیسے یہ جہلا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر کرتے ہیں۔ ایسی کوئی روایت مذکور تک نہیں ہوئی کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر سورج گرہن لگا ہو یا آسمان سے سرخی پھوٹی ہو، یہ جاہلوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔''

(البداية والنّهاية :11/57)

اسلم منقری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

دَخَلْتُ عَلَى الْحَجَّاجِ، فَدَخَلَ سِنَانُ بْنُ أَنَسٍ قَاتِلُ الْحُسَيْنِ، فَإِذَا شَيْخٌ آدَمُ فِيهِ حِنَّاءٌ، طَوِيلُ الْأَنْفِ فِي وَجْهِهِ بَرَشٌ، فَأُوقِفَ بِحِيَالِ الْحَجَّاجِ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ الْحَجَّاجُ، فَقَالَ : أَنْتَ قَتَلْتَ الْحُسَيْنَ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : وَكَيْفَ صَنَعْتَ بِهِ؟ قَالَ : دَعَمْتُهُ بِالرُّمْحِ، وَهَبَرْتُهُ بِالسَّيْفِ هَبْرًا، فَقَالَ لَهُ الْحَجَّاجُ : أَمَا إِنَّكُمَا لَنْ تَجْتَمِعَا فِي دَارٍ .

''میں حجاج بن یوسف کے پاس حاضر ہوا، تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل سنان بن انس بھی آ گیا تھا، ہم نے دیکھا کہ وہ گندمی رنگ کا بوڑھا ہے اور اس

نے مہندی لگا رکھی، ناک لمبوترا اور چہرے پر کالے اور سرخ دانے نکلے ہوئے تھے، اس کو حجاج کے سامنے کھڑا کیا گیا، حجاج نے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا: کیا تو نے حسین کو قتل کیا ہے؟ کہنے لگا: ہاں! حجاج نے پوچھا: کیسے قتل کیا؟ کہنے لگا: نیزہ مارا اور پھر تلوار سے، حجاج کہنے لگا کہ تم دونوں ایک جگہ پر اکٹھے نہیں ہوؤ گے۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : 111/3)

سند ضعیف ہے، ابوبکر بن عیاش نے سیء الحفظ ہونے کے بعد یہ روایت کی ہے۔

عمارہ بن عمیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لَمَّا جِيءَ بِرَأْسِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ وَأَصْحَابِهِ نُضِّدَتْ فِي الْمَسْجِدِ فِي الرَّحَبَةِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِمْ وَهُمْ يَقُولُونَ : قَدْ جَاءَ تْ قَدْ جَاءَ تْ، فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَ تْ تَخَلَّلُ الرُّؤُوسَ حَتّٰى دَخَلَتْ فِي مَنْخَرَيْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً، ثُمَّ خَرَجَتْ فَذَهَبَتْ حَتّٰى تَغَيَّبَتْ، ثُمَّ قَالُوا : قَدْ جَاءَ تْ، قَدْ جَاءَ تْ، فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا .

''عبیداللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کا سر لایا گیا تو ''رحبہ'' کی مسجد میں رکھ دیا گیا، میں وہاں پہنچا، تو لوگ کہہ رہے تھے کہ آ گیا آ گیا، اچانک ایک سانپ آیا، وہ عبیداللہ کے نتھنوں سے داخل ہوا، تھوڑی دیر رکا اور پھر نکل گیا، اور غائب ہو گیا، لوگ پھر کہنے لگے کہ آ گیا آ گیا، سانپ نے پھر وہی عمل دہرایا، اور یہ کام دو تین دفعہ ہوا۔''

(سنن التّرمذي : 3780)

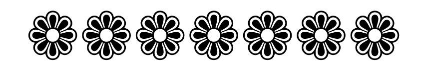
سند اعمش کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

مورخ اسلام حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَلْحُسَيْن رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ شَهِيدٌ قُتِلَ بِسَيْفِ أَهْلِ الشَّرِّ .

''سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شر پسندوں کی تلوار سے شہید کیا گیا۔''

(سير أعلام النّبلاء :388/21)



پیارے رسول کی پیاری بیٹیاں

رسول اللہ ﷺ کی چار بیٹیاں ہیں، یہ ایک مسلمہ اور ائمہ اہل سنت، مورخین اور سیرت نگاروں کے درمیان اجماعی و اتفاقی حقیقت ہے۔ دور خیر القرون میں اس کا انکار کرنے والا کوئی نہیں رہا، کیوں کہ سب کو معلوم تھا کہ آقائے دو جہان کی چار بیٹیاں ہیں۔

لیکن بعد کی صدیوں میں یہ بحث بعض بد بخت گروہوں کی جانب سے شروع ہوگئی روافض کا ایک طبقہ کہنے لگا کہ نعوذ باللہ ﷺ رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں کسی اور کی اولاد تھیں، آپ نے ان کو لے کر پالا ہوا تھا، یقیناً یہ بات کوئی شقی القلب شخص اپنے نظریات کی نصرت کے لئے تو اپنا سکتا ہے، مگر حق پرست انسان اس طرح کی جرأت سے ہزار بار پناہ مانگتا ہے۔

جو شخص اپنے غلیظ دامن میں یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اہل بیت کی تحقیر و تصغیر فرضِ عین ہے، جو بصیرتِ قلبی سے محروم ہو کر قرآنی و حدیثی اور اجماعی دلائل کو پس پشت ڈالتے ہوئے یہ کہے کہ نبی کریم ﷺ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کے بابا نہیں، محض مربی تھے؟

روزِ محشر کا وہ منظر کتنا اندوہناک ہوگا جب ان لوگوں کے خلاف نبی اکرم ﷺ کی پیاری بیٹیاں اللہ احکم الحاکمین کی عدالت میں مقدمہ دائر کریں گی کہ انہوں نے ہماری نسبت ہمارے پاک بابا سے توڑنے اور ایک کافر سے جوڑنے کی کوشش کی تھی اور اللہ تعالیٰ ان ظالموں، باغیوں کو گرفتار کر کے عبرت ناک عذاب سے دوچار کرے گا۔ وہ دن بہت جلد آنے والا ہے، جس دن ان کے ناپاک ارادے خاک میں مل جائیں گے۔

بناتِ رسول کے بارے میں شیعہ کا مؤقف:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

بَلْ مِنْهُمْ مَّنْ يُّنْكِرُ أَنْ تَكُونَ زَيْنَبُ، وَرُقَيَّةُ، وَأُمُّ كُلْثُومٍ، مِنْ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَقُولُونَ : إِنَّهُنَّ لِخَدِيجَةَ، مِنْ زَوْجِهَا الَّذِي كَانَ كَافِرًا، قَبْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''بعض شیعہ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کے بناتِ رسول ہونے کے منکر ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ تینوں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اس کافر خاوند سے پیدا ہونے والی بیٹیاں ہیں، جس سے انہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آنے سے پہلے نکاح کیا تھا۔''

(منهاج السنّة النبويّة في نقض كلام الشيعة والقدريّة : 4/493)

ایک مقام پر فرماتے ہیں:

مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُولُ : إِنَّ رُقَيَّةَ، وَأُمَّ كُلْثُومٍ، زَوْجَتَيْ عُثْمَانَ، لَيْسَتَا بِنْتَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلٰكِنْ هُمَا بِنْتَا خَدِيجَةَ مِنْ غَيْرِهٖ، وَلَهُمْ فِي الْمُكَابَرَاتِ وَجَحْدِ الْمَعْلُومَاتِ بِالضَّرُورَةِ أَعْظَمُ مِمَّا لِأُولٰئِكَ النَّوَاصِبِ الَّذِينَ قَتَلُوا الْحُسَيْنَ، وَهٰذَا مِمَّا يُبَيِّنُ أَنَّهُمْ أَكْذَبُ وَأَظْلَمُ وَأَجْهَلُ مِنْ قَتَلَةِ الْحُسَيْنِ .

''بعض شیعہ کہتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی دونوں بیویاں، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں نہیں، بلکہ وہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلے خاوند سے ہونے والی بیٹیاں ہیں۔ سینہ زوری اور مسلمات کا انکار کرنے میں

شیعہ ان ناصبیوں سے بھی چار ہاتھ آگے ہیں، جنہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ قاتلین حسین سے بڑھ کر جھوٹے، ظالم اور جاہل ہیں۔''

(منهاج السنّة النبويّة : 368/4)

آیئے اب اس بارے میں شیعہ علما کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

① ابوالقاسم علی بن احمد بن موسیٰ کوفی شیعہ (۳۵۲ھ) نے لکھا ہے:

صَحَّ لَنَا فِيهِمَا مَا رَوَاهُ مَشَايِخُنَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَنِ الْأَئِمَّةِ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، وَذٰلِكَ أَنَّ الرِّوَايَةَ صَحَّتْ عِنْدَنَا عَنْهُمْ أَنَّهٗ كَانَتْ لِخَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ مِّنْ أُمِّهَا أُخْتٌ، يُقَالُ لَهَا هَالَةُ، قَدْ تَزَوَّجَهَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِي مَخْزُومٍ، فَوَلَدَتْ بِنْتًا اسْمُهَا هَالَةُ، ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا بَعْدَ أَبِي هَالَةَ رَجُلٌ مِّن تَمِيمٍ، يُقَالُ لَهٗ أَبُو هِنْدٍ، فَأَوْلَدَهَا ابْنًا، كَانَ يُسَمّٰى هِنْدَ ابْنَ أَبِي هِنْدٍ، وَابْنَتَيْنِ، فَكَانَتَا هَاتَانِ الْاِبْنَتَانِ مَنْسُوبَتَيْنِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ (ص)؛ زَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ .

''ان دونوں (رقیہ اور زینب) کے بارے میں ہم اپنے اہل علم اور ائمہ اہل بیت کی وہ روایت درست مانتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ماں کی طرف سے ایک بہن تھی، جس کا نام ہالہ تھا۔ اس کی شادی بنومخزوم کے ایک شخص سے ہوئی۔ اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس کا نام بھی ہالہ ہی رکھا گیا۔ ابو ہالہ کی

وفات کے بعد خدیجہ کی بہن سے بنوتمیم کے ایک شخص ابو ہند نے شادی کر لی۔اس سے ایک لڑکا ہند بن ابو ہند اور دو بچیاں زینب اور رقیہ ہوئیں، یہ دونوں بچیاں رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہیں۔''

(الاستغاثة في بِدَع الثّلاثة :68/1)

② ابن شہرآشوب شیعہ (م:۵۸۸ھ) نے لکھا ہے:

يُؤَكِّدُ ذٰلِكَ مَا ذُكِرَ فِي كِتَابَي الْأَنْوَارِ وَالْبِدَعِ أَنَّ رُقَيَّةَ وَزَيْنَبَ كَانَتَا ابْنَتَيْ هَالَةَ أُخْتِ خَدِيجَةَ .

''اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے، جو الانوار اور البدع نامی کتب میں مذکور ہے کہ رقیہ اور زینب خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں ہیں۔''

(مناقب آل أبي طالب :159/1)

③ ملا احمد بن محمد المعروف بہ مقدس اردبیلی شیعہ (۹۹۳ھ) نے لکھا ہے:

قِيلَ : هُمَا رُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ كَانَتَا ابْنَتَيْ هَالَةَ أُخْتِ خَدِيجَةَ، وَلَمَّا مَاتَ أَبُوهُمَا رُبِّيَتَا فِي حِجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَمَا كَانَتْ عَادَةُ الْعَرَبِ فِي نِسْبَةِ الْمُرَبّٰى إِلَى الْمُرَبِّي، وَهُمَا اللَّتَانِ تَزَوَّجَهُمَا عُثْمَانُ بَعْدَ مَوْتِ زَوْجَيْهِمَا .

''کہا جاتا ہے کہ رقیہ اور زینب دونوں خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔ان کا والد فوت ہو گیا، تو ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کی گود میں پرورش پائی۔ یوں ان کی نسبت آپ ﷺ کی طرف ہو گئی، جیسا کہ عربوں کی عادت تھی کہ پرورش کرنے والے کی طرف نسبت کر دیتے تھے۔ان دونوں کے خاوند فوت

ہوئے، تو بعد میں ان سے عثمان نے شادی کر لی۔''

(حاشية زبدة البيان في أحكام القرآن، ص : 575)

④ محمد مہدی بن صالح موسوی شیعہ (م:۱۳۴۸ھ) نے لکھا ہے:

مَا زَعَمَهٗ (أَيِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ) مِنْ أَنَّ تَزْوِيجَ بِنْتَيْهِ لِعُثْمَانَ فَضِيلَةٌ لَّهٗ، مِنْ عَجَائِبِهٖ، مِنْ حَيْثُ ثُبُوتِ الْمُنَازَعَةِ أَنَّهُمَا بِنْتَاهُ .

''ابن تیمیہ نے جو کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں سے شادی، عثمان کے لیے فضیلت کا باعث ہے، عجیب ہے، کیونکہ ان دونوں کے رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں ہونے میں اختلاف ثابت ہے۔''

(منهاج الشّريعة في الردّ على ابن تيميّة : 289/2)

مزید لکھا ہے:

قَدْ عَرَفْتَ عَدَمَ ثُبُوتِ أَنَّهُمَا بِنْتَا خَيْرِ الرُّسُلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم، وَعَدَمَ وُجُودِ فَضْلٍ لَّهُمَا، تَسْتَحِقَّان بِهِ الشَّرَفَ وَالْقِدَمَ عَلٰى غَيْرِهِمَا .

''آپ بخوبی جان چکے ہیں کہ ان دونوں کا نبی اکرم ﷺ کی بیٹیاں ہونا ثابت نہیں، نہ ان کے لیے کوئی فضیلت موجود ہے، جس کی وجہ سے وہ دوسروں پر شرف و فضل کی مستحق ہوں۔'' (منهاج الشّريعة : 291/2)

پیارے رسول ﷺ کی پیاری بیٹیوں کے بارے میں یہ تو تھا شیعہ کا مؤقف، اب ملاحظہ فرمائیں:

بناتِ رسول کے بارے میں اہل سنت کا مؤقف:

نبی کریم ﷺ کی بیٹیوں کے بارے میں اہل سنت کا اجماعی مؤقف یہ ہے کہ آپ ﷺ کی چار حقیقی صاحبزادیاں تھیں۔ان کے نام بالترتیب سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن ہیں۔ دلائل ملاحظہ ہوں!

① اجماعِ اُمت:

اس میں اہل حق کے دو فرد بھی باہم اختلاف نہیں کرتے۔

① حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (463ھ) فرماتے ہیں:

وَلَدُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ أَرْبَعُ بَنَاتٍ، لَا خِلَافَ فِي ذٰلِكَ.

''نبی ﷺ کی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے چار بیٹیاں تھیں۔اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(الاستیعاب :50/1، وفي نسخة :89/1 بحاشية الإصابة)

نیز لکھتے ہیں:

أَجْمَعُوا أَنَّهَا وُلِدَتْ لَهٗ أَرْبَعُ بَنَاتٍ كُلُّهُنَّ أَدْرَكْنَ الْإِسْلَامَ، وَهَاجَرْنَ، فَهُنَّ : زَيْنَبُ، وَفَاطِمَةُ، وَرُقَيَّةُ، وَأُمُّ كَلْثُومٍ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں، سب نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی، نام یہ ہیں: سیدہ زینب، سیدہ فاطمہ، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن۔

(الاستیعاب في معرفة الأصحاب : 4/1818)

❁ مزید فرماتے ہیں:

اَلَّذِي تَسْكُنُ إِلَيْهِ النَّفْسُ عَلٰى مَا تَوَاتَرَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ فِي تَرْتِيبِ بَنَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ زَيْنَبَ الْأُوْلٰى، ثُمَّ الثَّانِيَةُ رُقَيَّةُ، ثُمَّ الثَّالِثَةُ أُمُّ كُلْثُومٍ، ثُمَّ الرَّابِعَةُ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

''رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیوں کی ترتیب کے بارے میں جو بات دل کو لگتی ہے، وہ وہی ہے، جو متواتر احادیث میں آئی ہے، پہلی بیٹی زینب، دوسری بیٹی رقیہ، تیسری بیٹی اُم کلثوم اور چوتھی بیٹی فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہن ہیں، واللہ اعلم!''

(الاستيعاب : 1893/4)

② حافظ عبدالغنی مقدسی رحمہ اللہ (600ھ) فرماتے ہیں:

اَلْبَنَاتُ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ.

''آپ ﷺ کی چار بیٹیاں ہیں۔ اس میں اختلاف نہیں۔''

(الدرّة المضيّة على السّيرة النّبويّة : 8/6 مع التّعليق)

③ حافظ صفدی رحمہ اللہ (764ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْحَافِظُ عَبْدُ الْغَنِيِّ : فَالْبَنَاتُ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ.

''حافظ عبدالغنی فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کی چار بیٹیاں ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔''(الوافي بالوفيّات :79/1)

④ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) لکھتے ہیں:

اَلْبَنَاتُ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ.

''نبی کریم ﷺ کی بالاتفاق چار بیٹیاں ہیں۔''

(تهذيب الأسماء واللّغات : 26/1)

⑤ حافظ مزی رحمہ اللہ (742ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ لَهُ مِنَ الْبَنَاتِ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ .

''نبی کریم ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(تهذيب الكمال في أسماء الرّجال : 57/1، وفي نسخة : 191/1)

⑥ علامہ فاسی رحمہ اللہ (۸۳۲ھ) فرماتے ہیں:

تَوَاتَرَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ فِي تَرْتِيبِ بَنَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، أَنَّ زَيْنَبَ الْأُوْلٰى، ثُمَّ الثَّانِيَةُ رُقَيَّةُ، ثُمَّ الثَّالِثَةُ أُمُّ كُلْثُومَ، ثُمَّ الرَّابِعَةُ فَاطِمَةُ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

''متواتر احادیث کی رو سے رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں کی ترتیب یہ ہے کہ پہلی بیٹی زینب، دوسری رقیہ، تیسری اُم کلثوم اور چوتھی فاطمہ رضی اللہ عنہن ہیں، واللہ اعلم!''

(العِقد الثّمين : 423/6)

جو لوگ نبی اکرم ﷺ کی بیٹیوں کا انکار کرتے ہیں اور انہیں کسی کافر کی طرف منسوب کرتے ہیں، وہ مسلمانوں کے اجماع کے منکر ہیں۔ جو اجماعِ مسلمین کی مخالفت کرے، اس کے گمراہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ اجماعِ امت حق ہے۔

② فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (الأحزاب : 5)

''تم لوگوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو۔ اللہ کے ہاں یہی بات

انصاف والی ہے۔‘‘

معلوم ہوا کہ کسی انسان کو اس کے باپ کے علاوہ کسی غیر کی طرف منسوب کرنا نا انصافی ہے۔ احادیث میں واضح طور پر سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں کہا گیا ہے۔ ہر دور میں مسلمان انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں قرار دیتے رہے ہیں۔ اگر یہ آپ کی حقیقی بیٹیاں نہیں تھیں، تو انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا ناانصافی تھی اور یہ ناممکن ہے کہ احادیث اور اجماعِ امت مسلمہ ناانصافی پر مبنی ہو۔ لہٰذا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن کسی کافر کی بیٹیاں تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پرورش کی، اسی بنا پر ان کی نسبت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوگئی، اس آیتِ کریمہ کے صریحاً خلاف ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ تینوں صاحبات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں تھیں۔ ان کے (معاذ اللہ) کسی کافر کی اولاد ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ پھر اصولِ فقہ کا یہ مسلمہ قاعدہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ جب تک حقیقت متعذر نہ ہو اور مجاز پر کوئی دلیل نہ ہو، مجازی معنی کی طرف انتقال جائز نہیں ہوتا۔ ان تینوں صاحبات کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اولاد ہونے میں کوئی مانع نہیں، نہ ان کے غیر کی اولاد ہونے پر کوئی دلیل ہے۔ لہٰذا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں تھیں۔

③ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيْمًا﴾ (الأحزاب 33 : 59).

’’اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مؤمنوں کی عورتوں سے فرما دیجیے کہ وہ

چادریں اوڑھ لیا کریں۔ یوں وہ دوسروں سے ممتاز ہو جائیں گی اور تکلیف سے محفوظ رہیں گی۔اللہ بہت بخشنے والا،نہایت رحم کرنے والا ہے۔‘‘

یہ آیت کریمہ واضح دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ایک سے زائد بیٹیاں تھیں، کیونکہ اس میں ’’بنات‘‘ کا لفظ مستعمل ہے جو کہ ’’بنت‘‘ کی جمع ہے۔جمع کے کم سے کم تین افراد ہوتے ہیں۔کسی خارجی دلیل سے جمع کے اقل افراد دو ہو سکتے ہیں۔ایک فرد کے جمع ہونے کا دنیا میں کوئی بھی قائل نہیں۔ایک تو مفرد حقیقی ہے۔اگر نبی اکرم ﷺ کی حقیقی بیٹی صرف سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں،تو ’’بنات‘‘ کا کیا معنی؟

حدیثی دلائل:

آیئے اب پیارے رسول ﷺ کی پیاری بیٹیوں کے بارے میں بالترتیب حدیثی دلائل ملاحظہ فرمائیں:

① سیدہ زینب رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے تھیں۔ان کی شادی ابوالعاص بن ربیعہ سے ہوئی تھی۔

(۱) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ، خَرَجَتِ ابْنَتُهٗ مِنْ مَّكَّةَ مَعَ بَنِي كِنَانَةَ، فَخَرَجُوا فِي أَثَرِهَا، فَأَدْرَكَهَا هَبَّارُ بْنُ الْأَسْوَدِ، فَلَمْ يَزَلْ يَطْعَنُ بَعِيرَهَا حَتّٰى صَرَعَهَا، فَأَلْقَتْ مَا فِي بَطْنِهَا، وَأُهْرِيقَتْ دَمًا، فَانْطُلِقَ بِهَا، وَاشْتَجَرَ فِيهَا بَنُو

هَاشِمٍ وَبَنُو أُمَيَّةَ، فَقَالَتْ بَنُو أُمَيَّةَ : نَحْنُ أَحَقُّ بِهَا، وَكَانَتْ تَحْتَ ابْنِ عَمِّهِمْ، أَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، فَكَانَتْ عِنْدَ هِنْدٍ بِنْتِ رَبِيعَةَ، وَكَانَتْ تَقُولُ لَهَا هِنْدٌ : هٰذَا فِي سَبَبِ أَبِيك، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ : أَلَا تَنْطَلِقُ، فَتَجِيءَ بِزَيْنَبَ؟، قَالَ : بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ : فَخُذْ خَاتَمِي هٰذَا، فَأَعْطِهَا إِيَّاهُ، قَالَ : فَانْطَلَقَ زَيْدٌ، فَلَمْ يَزَلْ يَلْطُفُ وَتَركَ بَعِيرَهُ حَتّٰى أَتٰى رَاعِيًا، فَقَالَ : لِمَنْ تَرْعٰى؟ فَقَالَ : لِأَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ : فَلِمَنْ هٰذِهِ الْغَنَمُ؟ قَالَ : لِزَيْنَبَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ ـ عَلَيْهِ السَّلَامُ ـ، فَسَارَ مَعَهُ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ لَهُ : هَلْ لَّكَ أَنْ أُعْطِيَكَ شَيْئًا تُعْطِيَهَا إِيَّاهُ، وَلَا تَذْكُرَهُ لِأَحَدٍ؟ قَالَ : نَعَم، فَأَعْطَاهُ الْخَاتَمَ، فَانْطَلَقَ الرَّاعِي، فَأَدْخَلَ غَنَمَهُ، وَأَعْطَاهَا الْخَاتَمَ، فَعَرَفَتْهُ، فَقَالَتْ : مَنْ أَعْطَاكَ هٰذَا؟ قَالَ : رَجُلٌ، قَالَتْ : وَأَيْنَ تَرَكْتَهُ؟ قَالَ : مَكَانَ كَذَا وَكَذَا، فَسَكَتَتْ حَتّٰى إِذَا كَانَ اللَّيْلُ خَرَجَتْ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهَا : ارْكَبِي بَيْنَ يَدَيَّ! قَالَتْ : لَا، وَلٰكِنِ ارْكَبْ أَنْتَ، فَرَكِبَ وَرَكِبَتْ وَرَاءَهُ، حَتّٰى أَتَتِ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ : هِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِي، أُصِيبَتْ فِيَّ .

''رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی، تو آپ ﷺ کی صاحبزادی (سیدہ زینب رضی اللہ عنہا) بھی مکہ سے بنو کنانہ کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ کفار مکہ ان کے پیچھے آئے اور ہبار بن اسود آ گیا۔ وہ ان کے اونٹ کو نیزے مارتا رہا یہاں تک کہ انہیں زمین پر گرا دیا۔ ان کے بطن میں بچہ تھا، وہ گر گیا۔ بہت سارا خون بھی ضائع ہوا۔ انہیں واپس لے جایا گیا۔ اب بنو ہاشم اور بنو امیہ ان کے معاملہ میں جھگڑنے لگے۔ بنو امیہ نے کہا کہ ہم ان کے زیادہ حق دار ہیں، دراصل سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ان کے چچا زاد ابوالعاص بن ربیعہ بن عبد شمس کے نکاح میں تھیں، چنانچہ وہ ہند بنت ربیعہ کے پاس رہیں۔ ہند انہیں کہا کرتی تھی کہ آپ کے ساتھ یہ سب آپ کے باپ کی وجہ سے ہوا۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ زینب کو لے آتے؟ عرض کیا: اللہ کے رسول! کیوں نہیں، فرمایا: میری یہ انگوٹھی انہیں پہنا دینا۔ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے ایک چرواہے کے پاس سے گزرے۔ اس سے پوچھا: کس کی بکریاں چرا رہے ہو؟ جواب دیا: ابو عاص بن ربیعہ کی، مزید پوچھا: یہ بکریاں کس کی ہیں؟ جواب دیا: زینب بنت محمد علیہ السلام کی۔ زید رضی اللہ عنہ کچھ دیر اس کے ساتھ چلے، پھر فرمایا: تمہیں ایک چیز دوں، تو راز داری سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تک پہنچا دو گے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ زید رضی اللہ عنہ نے وہ انگوٹھی اسے دے دی۔ چرواہے نے بکریاں گھر میں داخل کیں اور انگوٹھی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو دے دی۔ سیدہ نے انگوٹھی دیکھی، تو فوراً پہچان لی اور چرواہے سے کہا: یہ انگوٹھی آپ کو کس نے دی؟ چرواہے نے کہا: ایک انجان آدمی نے۔ سیدہ نے کہا: آپ نے

اسے کہاں چھوڑا ہے؟ اس نے وہ جگہ بتا دی۔ سیدہ رات ہونے تک ٹھہری رہیں، پھر اس جگہ پہنچ گئیں۔ زید رضی اللہ عنہ نے سیدہ سے کہا: آپ اونٹ پر آگے سوار ہو جائیے۔ سیدہ نے فرمایا: نہیں، آگے آپ سوار ہوں۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ آگے سوار ہوئے اور سیدہ پیچھے۔ یوں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئیں۔ اس کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: یہ میری عظیم بیٹی میری وجہ سے ستم جھیلتی رہی۔''

(الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم: 2975، المعجم الكبير للطّبراني: 431/22، شرح مشكل الآثار للطّحاوي: 142، والسّياق لهٗ، مسند البزّار [كشف الأستار]: 2666، المستدرك على الصّحيحين للحاكم: 2/200-201، 4/43-44، دلائل النّبوّة للبيهقي: 3/156-157، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے بخاری ومسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس کے راوی صحیح بخاری والے ہیں۔'' (مجمع الزّوائد: 213/9)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' قرار دیا ہے۔

(فتح الباري: 109/7)

یحییٰ بن ایوب غافقی جمہور کے نزدیک ''موثق، حسن الحدیث'' ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فِيهِ أَدْنٰى كَلَامٍ، وَقَدْ وَثَّقَهُ الْأَكْثَرُونَ.

''اس میں تھوڑا سا کلام ہے، البتہ جمہور محدثین نے توثیق کی ہے۔''

(المجموع: 447/3، خلاصة الأحكام: 352/1، ح: 1069)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَهٗ غَرَائِبُ وَمَنَاكِيْرُ، يَتَجَنَّبُهَا أَرْبَابُ الصِّحَاحِ، وَيُنَقُّوْنَ حَدِيْثَهٗ، وَهُوَ حَسَنُ الحَدِيْثِ .

''اس کی چند غریب اور منکر روایات ہیں، اسی لیے روایت میں صحت کی شرط لگانے والے محدثین نے ان روایات سے اجتناب کیا ہے۔ محدثین اس کی صرف صحیح احادیث کا انتخاب کرتے تھے۔ یہ حسن الحدیث ہے۔''

(سير أعلام النّبلاء : 6/8)

(ب) سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَمَّا مَاتَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اغْسِلْنَهَا وِتْرًا، ثَلَاثًا، أَوْ خَمْسًا، وَاجْعَلْنَ فِي الْخَامِسَةِ كَافُورًا .

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: انہیں طاق یعنی تین یا پانچ دفعہ غسل دیں۔ پانچویں مرتبہ (پانی میں) کافور ملا لینا۔''

(صحيح البخاري : 1253، صحيح مسلم : 939، واللّفظ لهٗ)

(ج) سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي، وَهُو حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ، بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا،

وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا .

''رسول اللہ ﷺ اپنی نواسی امامہ رضی اللہ عنہا کو اُٹھا کر نماز پڑھ لیتے تھے، جو آپ کی بیٹی زینب اور ابوالعاص بن ربیعہ بن عبد شمس کی لخت جگر تھیں، سجدہ کرتے وقت انہیں بٹھا دیتے اور قیام کے وقت اٹھا لیتے۔''

(صحيح البخاري : 516، صحيح مسلم : 543)

(د) نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیٹیوں کے ذکر میں اپنے داماد ابوالعاص کی تعریف فرمائی۔ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ! أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ، فَحَدَّثَنِي وَصَدَقَنِي .

''حمد و ثنا کے بعد! میں نے ابوالعاص بن ربیع سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا، وہ اپنی ہر بات کے پاس دار تھے۔''

(صحيح البخاري : 3729، صحيح مسلم : 2449)

۲ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا:

نبی اکرم ﷺ کی دوسری بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی پہلی زوجہ محترمہ تھیں۔ آپ بھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہیں۔

(ا) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ، فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، وَسَهْمَهٗ .

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی لختِ جگر تھیں اور وہ بیمار تھیں۔آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ آپ کے لیے بدر میں حاضر ہونے والوں کی طرح اجر وثواب اور مالِ غنیمت ہے۔''

(صحيح البخاري : 3130)

(ب) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنِّي تَخَلَّفْتُ يَوْمَ بَدْرٍ، فَإِنِّي كُنْتُ أُمَرِّضُ رُقَيَّةَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى مَاتَتْ، وَقَدْ ضَرَبَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَهْمِي، وَمَنْ ضَرَبَ لَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَهْمِهٖ، فَقَدْ شَهِدَ .

''میں غزوہ بدر میں شریک نہ ہوسکا،سبب یہ تھا کہ میں رسولِ اکرم ﷺ کی بیٹی رقیہ کی تیمارداری کررہا تھا، وہ وفات پاگئیں۔اللہ کے رسول ﷺ نے میرے لیے مالِ غنیمت میں حصہ مقرر فرمایا۔جس کا حصہ اللہ کے رسول مقرر فرمادیں، وہ حاضر ہی شمار ہوگا۔''

(مسند الإمام أحمد :68/1، ح : 490، وسندهٗ حسنٌ)

③ سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے پیدا ہونے والی نبی کریم ﷺ کی تیسری

بیٹی ہیں۔آپ رضی اللہ عنہا کی شادی آپ کی بہن سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ یوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیاں ان کے نکاح میں دیں۔ اسی بنا پر آپ رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کا لقب ملا۔سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے بارے میں:

(۱) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

شَهِدْنَا بِنْتًا لِّرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى القَبْرِ، قَالَ : فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ، قَالَ : فَقَالَ : هَلْ مِنْكُمْ رَجُلٌ لَّمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ؟، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ : أَنَا، قَالَ : فَانْزِلْ، قَالَ : فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا .

''ہم (ام کلثوم) بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے وقت حاضر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس بیٹھے تھے۔میں نے آپ کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہتے دیکھے،فرمایا: کون ہے،جس نے آج رات اپنی بیوی سے مباشرت نہیں کی؟ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:قبر میں اتریں۔ وہ اتر گئے۔''

(صحيح البخاري : 1285)

ایک روایت ہے:

لَمْ يُقَارِفْ أَهْلَهُ اللَّيْلَةَ . ''جس نے رات کو ہم بستری نہ کی ہو۔''

(شرح مشكل الآثار للطّحاوي : 2514، المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 47/4، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ کی بیٹی سے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہی مراد ہیں، کیونکہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت تو آپ ﷺ غزوۂ بدر میں تھے۔ آپ ﷺ کی غیر موجودگی میں ان کی تدفین ہوگئی تھی۔

مسند احمد کی ایک روایت (229/3، ح:13431، 270/3، ح:13398) میں إِنَّ رُقَيَّةَ لَمَّا مَاتَتْ ''جب سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں۔'' کے الفاظ ہیں۔ اس بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهِمَ حَمَّادٌ فِي تَسْمِيَتِهَا فَقَطْ .

''حماد کو صرف نام میں وہم ہوا ہے۔'' (فتح الباري : 158/3)

(ب) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

إِنَّهٗ رَأَى عَلٰى أُمِّ كُلْثُومٍ، عَلَيْهَا السَّلَامُ، بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَ حَرِيرٍ سِيَرَاءَ .

''انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ام کلثوم علیہا السلام کے اوپر دھاری دار ریشم کی چادر دیکھی۔''

(صحيح البخاري : 5842)

سنن نسائی (5294) اور سنن ابن ماجہ (3588) میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نام بیان ہوا ہے، یہ روایت شاذ ہے، نیز زہری رحمہ اللہ کے عنعنہ کی وجہ سے بھی ''ضعیف'' ہے۔

فائدہ: عبداللہ بن عمر بن محمد بن ابان جعفی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قَالَ لِي خَالِي حُسَيْنُ (بْنُ عَلِيٍّ) الْجُعْفِيُّ : يَا بُنَيَّ! لِمَ يُسَمّٰى

عُثْمَانُ ذُو النُّورَيْنِ؟ قُلْتُ : لَا أَدْرِي، قَالَ : لَمْ يَجْمَعْ بَيْنَ ابْنَتَيْ نَبِيٍّ مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ إِلٰى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ غَيْرَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلِذٰلِكَ سُمِّيَ ذُو النُّورَيْنِ .

''میرے ماموں حسین بن علی جعفی (م:۲۰۴ھ) نے مجھ سے فرمایا: بیٹا! جانتے ہو کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کیوں کہا جاتا ہے؟ عرض کیا: نہیں جانتا۔ فرمایا: سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کسی نبی کی دو بیٹیاں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے نکاح میں نہیں آئیں۔ اسی لیے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔''

(الشّريعة للآجرّي : 1405، معرفة الصّحابة لأبي نعيم الأصبهاني : 239، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 73/7، واللّفظ لهٗ، وسندهٗ حسنٌ)

④ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی کے بطن پاک سے ہیں۔ آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ اور حسنین کی والدہ ماجدہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بے شمار فضائل ومناقب کتب احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔ چونکہ باقی بناتِ رسول کا انکار کرنے والے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بنت رسول ہونے کے اقراری ہیں، لہٰذا تفصیل کی ضرورت نہیں۔

بعض شیعہ علما کا اقرار:

بعض شیعہ علما بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار حقیقی بیٹیوں کو تسلیم کرتے ہیں۔

① امام ابوجعفر باقر رحمہ اللہ سے منقول ہے:

وُلِدَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ الْقَاسِمُ، وَالطَّاهِرُ، وَأُمُّ كُلْثُومٍ، وَرُقَيَّةُ، وَفَاطِمَةُ، وَزَيْنَبُ .

''سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد یہ تھی: قاسم، طاہر، ام کلثوم، رقیہ، فاطمہ اور زینب رضی اللہ عنہم۔''

(قرب الإسناد للحميري : 9/3، بحار الأنوار للمجلسي : 151/22)

اگرچہ اصولِ محدثین کے مطابق اس قول کی سند سخت ترین ''ضعیف'' ہے، شیعہ اصولوں کے مطابق یہ قول بالکل صحیح اور ثابت ہے۔

② ایک صاحب نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے:

وُلِدَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ : الْقَاسِمُ، وَالطَّاهِرُ، وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ، وَأُمُّ كُلْثُومٍ، وَرُقَيَّةُ، وَزَيْنَبُ، وَفَاطِمَةُ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے اولاد یہ تھی: قاسم، طاہر عبداللہ، ام کلثوم، رقیہ، زینب اور فاطمہ رضی اللہ عنہم۔''

(الخِصال لابن بابوَيه القمّي، ص : 404)

③ شیخ الشیعہ، محمد باقر مجلسی (م :1111ھ) نے رمضان المبارک میں پڑھی جانے والی تسبیح ذکر کی ہے:

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى أُمِّ كُلْثُومٍ ابْنَةِ نَبِيِّكَ، وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰى نَبِيَّكَ فِيهَا، اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُقَيَّةَ ابْنَةِ نَبِيِّكَ، وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰى نَبِيَّكَ فِيهَا .

''اے اللہ! تو اپنے نبی کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر رحمتیں نازل فرما اور اس شخص پر

لعنت فرما، جس نے تیرے نبی کو ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے حوالے سے تکلیف دی۔ اللہ! تو اپنے نبی کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا پر رحمتیں نازل فرما اور اس شخص پر لعنت فرما، جس نے تیرے نبی کو رقیہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے تکلیف پہنچائی۔''

(بَحار الأنوار : 110/95)

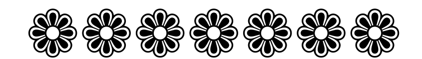
④ ابن ابی الحدید (م:656ھ) نے لکھا ہے:

ثُمَّ وَلَدَتْ خَدِيجَةُ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَاسِمَ، وَالطَّاهِرَ، وَزَيْنَبَ، وَرُقَيَّةَ، وَأُمَّ كُلْثُومٍ، وَفَاطِمَةَ .

''سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بیٹے قاسم وطاہر رضی اللہ عنہما اور چار بیٹیاں، زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن تھیں۔''

(شرح نهج البلاغة : 132/5)

بعض کا کہنا کہ بوقت نکاح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس برس اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس برس تھی۔ یہ بات بے بنیاد ہے، اس پر کوئی صحیح دلیل موجود نہیں، یہ محمد بن عمر واقدی جیسوں کی کاروائی ہے، لہٰذا اسے بنیاد بنا کر بناتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کسی طرح بھی درست نہیں۔



سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ کس نے پڑھایا؟ اس بارے میں کچھ ثابت نہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ وصیت ثابت نہیں کہ انہیں رات کو دفن کیا جائے۔

مسلمانوں نے آپ رضی اللہ عنہا پر نماز جنازہ پڑھی۔ یہ کہنا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سیدہ کے جنازہ میں شریک نہ ہوئے، ثابت نہیں۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلًا، وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَصَلَّى عَلَيْهَا .

”جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں، تو انہیں ان کے خاوند سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رات ہی دفن کر دیا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خبر نہ دی۔ نماز جنازہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔“(صحيح البخاري : 4240، صحيح مسلم : 1759)

یہ امام زہری رحمہ اللہ کا ادراج ہے۔ امام رحمہ اللہ کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں۔ لہٰذا روایت منقطع ہے۔

❀ علامہ ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي الْخَبَرِ مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمْ يَعْلَمْ بِمَوْتِهَا، وَلَا صَلَّى عَلَيْهَا، وَلَا شَاهَدَ جَنَازَتَها، بَلِ اللَّائِقُ بِهِمْ، الْمُنَاسِبُ

لِأَحْوَالِهِمْ حُضُورُ جَنَازَتِهَا، وَاغْتِنَامُ بَرْكَتِهَا، وَلَا تَسْمَعُ أَكَاذِيبَ الرَّافِضَةِ الْمُبْطِلِينَ، الضَّالِّينَ، الْمُضِلِّينَ .

''اس روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات حسرت آیات کی خبر نہ ہوئی، آپ نے سیدہ کا نماز جنازہ نہیں پڑھا اور نہ جنازے میں حاضر ہوئے۔ بلکہ تمام صحابہ کرام کے لائق اور شایان شان یہی ہے کہ وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں شریک ہوئے تھے اور ان کی برکت سے مستفید ہوئے تھے۔ روافض کی بہتان بازیوں پر مت جایئے، کہ وہ تو باطل پرست، خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے ہیں۔''

(المُفهِم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم : 569/3)

